مرکز تحقیقات رایانه‌ای قائمیه اصفهان

السلام علیک یا صاحب الزمان

www.Ghaemiyeh.com
www.Ghaemiyeh.org
www.Ghaemiyeh.net
www.Ghaemiyeh.ir

خُدا کی آغوش میں

(موت کا خوف ممکن نہیں)

تالیف

ڈاکٹر مہدی خدامیان آرانی

ترجمہ

مولانا صادق عباس

خطیب و امام جمعہ الفاطمہ ہاؤس

ناشر: الفاطمہ ہاؤس واپڈا ٹاؤن لاہور

ناشر: موسسہ آل البیت لاہور

بسم الله الرحمن الرحیم

خدا کی آغوش میں

مصنف:

مہدی خدامیان آرانی

پرنٹ کردہ پبلیشر:

موسسہ ال البیت علیہ السلام

ڈیجیٹل پبلشر:

کمپیوٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اصفہان ن□ اسلامی

براؤز کریں

براؤز کریں ---------- ۵

خدا کی آغوش میں ---------- ۷

کتاب کی وضاحتیں ---------- ۷

اشارہ ---------- ۷

فہرست ---------- ۱۰

انتساب ---------- ۱۲

پیش لفظ ---------- ۱۳

خدا کی آغوش میں ---------- ۱۵

سجدہ میں گریہ کیوں؟ ---------- ۱۷

تجھے ملنے آیا ہوں چونکہ تمہیں پسند کرتا ہوں ---------- ۲۱

آنسوئوں کا آخری قطرہ ---------- ۲۵

ہماری طرف جلدی سے آؤ ---------- ۳۰

اے غم و پریشانی خدا حافظ ---------- ۳۵

آیا ہوں تاکہ تمہاری مدد کروں ---------- ۳۹

اس اضطراب کے وقت کیا کروں؟ ---------- ۴۸

تو سعادت مند ہوگیا! ---------- ۵۳

اے میرے مولا مجھے تنہا نہ چھوڑیں ---------- ۵۹

کیا جبرائیل کی مہربان آواز سنتے ہو؟ ---------- ۶۷

ایمان کے سائے میں آسان موت ---------- ۷۰

خدا کی طرف سے دعوت نامہ ---------- ۷۴

آخری لمحہ کیلئے دعا ---------- ۷۹

فرشتے پھولوں کے گلدستے کے ساتھ آتے ہیں ---------- ۸۴

اس مہربان دوست کی خوشبو ---------- ۹۰

ریٹائرمنٹ کی کوئی بات نہیں ---------- ۹۵

پ□ولو□ کی ایک شاخ فراموشی ل□ آتی □□ ---------- ۹۸

جنت می□ اپن□ گ□ر کو دیک□ی□ ---------- ۱۰۳

منابع ومآخذ ---------- ۱۱۵

ک□ بار□ می□ مرکز ---------- ۱۱۹

خدا کی آغوش می□

کتاب کی وضاحتی□

شناخت: خدامیان آرانی، م□دی، ۱۳۵۳ -

مصنف کا عنوان اور عنوان: خدا کی آغوش می□ / م□دی خدامیان آرانی.ترجم□: مولانا صادق عباس

اشاعت کی تفصیلات: لا□ور: موسس□ ال البیت علیه السلام ، ۱۳۹۷.

ظ□ور: ۱۱۱ ص.

سیلاب: انس□ی □یو□ اندیشه سبز شیعه؛ دفتر چهارم.

شابک : ۱۰۰۰۰ ریال : ۹۷۸-۹۶۴-۲۵۹۴-۶۳-۴ ؛ ۳۰۰۰۰ ریال (چاپ چهارم)

ف□رست کی حیثیت: آؤ□ سورسنگ

نو□: بائبلص.[۷۳] - ۹۱.

موضوع : علی بن ابلایلب (ا□ ایس)، امام علی، ۲۳ امیگریشن س□ پ□ل□ - ۴۰ □ - خلافت کا ثبوت - ک□انی

موضوع : سقیفه بنی ساعده-- داستان

کانگریس کی درج□ بندی : BP۲۲۳/۵ /خ۴د۴ ۱۳۸۷

خدا کی آغوش می□ : ۲۹۷/۴۵۲

قومی بائبل نمبر : ۲۵۸۸۸۵۰

ص:۱

اشاره

خدا کی آغوش میں

موت کا خوف ممکن نہیں

تالیف : ڈاکٹر مہدی خدامیان آرانی

ترجمہ: مولانا صادق عباس

پیشکش:الفاطمہ ہاؤس واپڈا ٹاؤن

ناشر:موسسہ ال البیت علیه السلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : خدا کی آغوش میں

تالیف : ڈاکٹرمہدی خدامیان آرانی

ترجمہ: مولانا صادق عباس

پیشکش:الفاطمہ ہاؤس واپڈا ٹاؤن

ناشر:موسسہ ال البیت علیہ السلام لاہور

تاریخ:۳ جمادی الثانی ۱۴۳۹ہجری

فہرست

انتساب۵

پیش لفظ۶

خدا کی آغوش میں۸

سجدہ میں گریہ کیوں ؟۱۰

تجھے ملنے آیا ہوں۱۶

آنسوؤں کا آخری قطرہ۲۰

ہماری طرف جلدی کرو۲۵

اے غم وپریشانی خدا حافظ۲۸

آیا ہوں تاکہ تمہاری مدد کروں۳۲

اس اضطراب کے وقت کیاکروں؟۴۰

تو سعادت مند ہو گیا۴۵

اے میرے مولا مجھے تنہا نہ چھوڑیے۵۱

کیا جبرائیل کی مہربان آواز سنتے ہو؟۵۹

ص:۵

ایمان کے□ سائے□ میں□ آسان موت۶۲

خدا کی طرف سے□ دعوت نامے□۶۶

آخری لمحے□ کے□ لئے□ دعا۷۱

فرشتے□ پ□ولو□ کے□ گلدستے□ کے□ ساتھ□ آتے□ □یں□۷۶

اس م□ربان دوست کی خوشبو۸۲

ری□ائرمنٹ□ کی کوئی بات ن□یں□۸۷

پ□ولو□ کی شاخ فراموشی لے□ آتی □ے□۹۰

جنت میں□ اپنے□ گ□ر کو دیک□یں□۹۵

منابع و مآخذ۱۰۷

انتساب

اس تحریر کو کائنات کی باعظمت ترین خاتون حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ جن کی اجازت کے بغیر ملک الموت بھی گھر میں داخل نہیں ہوسکتا اور جواس بی بی اور اس کی اولاد سے حقیقی محبت رکھتا ہے عزرائیل بھی جنت سے گلدستہ لے کر قبض روح کے لئے آتا ہے ۔

غسل میت نہ کہنا میرے غسل کو

اجل ملبوس کو مت کفن نام دو

میں چلا ہوں علی سے ملاقات کو

جس کی تھی آرزو وہ گھڑی آگئ

(شہید سبط جعفر)

پیش لفظ

موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار ممکن ہی نہیں وجود موت ہی اس کی دلیل ہے ۔ موت کا خوف انسان کے دل کو اس طرح سے دہلا دینے والا ہے کہ انسان مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے لیکن محبت اہل بیت علیہم السلام ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جو ناصرف انسان کے دل سے موت کے خوف کا خاتمہ کرتا ہے بلکہ انسان موت کی آرزو کرتا ہے اس لئے کہ وہ ان ہستیوں کی زیارت کا مشتاق ہوتا ہے اور وہ ہستیاں بھی اپنے پیروکاروں کے استقبال کے لئے آتی ہیں۔پس یہ موت جدائی نہیں بلکہ وصال کا سبب بنتی ہے ۔

کتاب حاضر ڈاکٹرمہدی خدامیان آرانی کی تالیف ہے جس میں آیات و روایات اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں جانکنی کے عالم اور موت کے منظر کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ انسان کے دل سے موت کا خوف ختم ہوجاتا ہے ۔

مؤلف کی یہ خصوصیت ہے کہ عوام الناس اور بالخصوص جوان حضرات کے لئے آیات و احادیث کوانتہائی سادہ اور رواں انداز میں پیش کرتے ہیں تا کہ وہ تعلیمات اسلام کو آسانی سے سمجھ کر اپنی زندگی میں اپنا بھی سکیں ۔چونکہ بات فرامین معصومین علیہم السلام کی ہے اس لئے صرف حوالہ ہی نہیں اصل حدیث کو بھی درج کردیا گیا ہے تاکہ کوئی اسے عام ذہن کا خیال بیان نہ کرسکے ۔البتہ ہمارے مخاطبین زیادہ مذہبی اسکالر یا علماء و خطباء نہیں ہیں اسی لئے روایتی علمی انداز نہیں اپنایا گیا لیکن یہ ضرور ہے کہ ان مطالب کو پڑھنے کے بعد انسان پیچیدہ مباحث کو سمجھنے کی استعداد ضرور حاصل کرسکتا ہے ۔

قارئین سے التماس ہے کہ ایک مرتبہ سورہ الحمد اور تین مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت کا ثواب مرحومہ یاسمین زہرا بنت محمد اقبال صافی کی روح کو ہدیہ فرمادیں ۔شکریہ

مولانا صادق عباس

خطیب و امام جمعہ الفاطمہ ہاوس واپڈا ٹاون لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی آغوش میں

کیا آپ موت سے ڈرتے ہیں؟

میں نہیں جانتا کہ اس سوال کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد موت کے بارے میں آپ اچھا سوچنے لگیں گے۔

جی ہاں! یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مومن کے لیے موت اتنی دلنشین ہو؟

چونکہ جان دیتے وقت چہاردہ معصومین علیہم السلام مومن کی ملاقات کے لیے آتے ہیں اور اس کی دلجوئی کرتے ہیں۔ذرا تصور کریں جان دیتے وقت جب اپنی آنکھ کھولیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنے سرہانے پائیں!

اور اپنے خدا کی آواز سنیے کہ جو آپ کو بہشت میں آنے کی دعوت دے رہا ہے تاکہ اس کی گود میں آرام و سکون سے بیٹھیے!

اور جب اس آوازکو سنیے کہ خداوندمتعال تمہیں بلا رہا ہے تو پھر موت کو اپنے لئے کتنا اچھا پائیے گے۔

اس کتاب میں احادیث محمد وآلِ محمد علیہم السلام آپ کی مدد کریں گی کہ جان کنی کا مرحلہ کتنا حسین ہوگا اور یقین ہوگا کہ موت فنا کی وادی نہیں بلکہ خدا کی آغوش میں جانے کا ذریعہ ہے۔

میں نے اس کتاب کو آپ کے لیے لکھا ہے اب آپ کی باری ہے کہ اسے پڑھیے اور جانیے کہ موت کتنی خوبصورت ہے۔

قم

مہدی خدامیان آرانی

سجدہ میں گریہ کیوں؟

یہ کس کے گریہ کی آواز کانوں میں آرہی ہے؟

یہ کون صاحب ہیں کہ جو سجدہ میں اس طرح گریہ کر رہے ہیں؟

آؤ نزدیک جائیں

کچھ لوگ ان کے پاس جمع ہیں

ان میں سے ایک کہہ رہا ہے:

”اے امیرالمومنین! آپ کے گریہ نے ہمارے دلوں کو دہلا دیا ہے، آپ کو کیا ہوا ہے؟“

یقیناً آپ کو معلوم ہوگیا ہے کہ میں آپ کو مسجد کوفہ لے گیا ہوں تاکہ حضرت علی علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان کروں۔

سجد□ می□ حضرت علی علی□ السلام ک□ گری□ کی آواز اس قدر بلند □□ ک□ تمام لوگو□ کو اپنی طرف متوج□ کر لیا □□□

جی □ا□! ی□ کیا □وگیا ک□ حضرت علی علی□ السلام کی آنک□و□ س□ اس طرح آنسو جاری □ی□؟

سنو، خود حضرت علی علی□ السلام جواب دیت□ □ی□: ”می□ سجد□ می□ اپن□ خدا ک□ سات□ راز و نیاز می□ مشغول ت□ا□ اسی حالت می□ می□ ن□ خواب می□ رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم کو دیک□ا ک□ و□ فرمات□ □ی□:

” یا علی علیه السلام ب□ت مدت □وگئی می□ ن□ تم□ی□ ن□ی□ دیک□ا□ خدا اپن□ وعد□ کو تم□ار□ بار□ می□ پورا کرن□ والا □□□ “

می□ جانناچا□تا ت□ا ک□ جانو□ ک□ خدا ن□ میر□ لی□ کیا لطف و عنایت کی □□□ اسی لئ□ رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم س□ سوال کیا: ” خدا ن□ میر□ بار□ می□ کیا وعد□ کیا □□؟ “

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں اور تمہاری زوجہ حضرت زہرا اور تمہارے بچوں کو جنت میں ایک بلند و بالا مقام عطا کروں۔“

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے پیروکاروں سے متعلق سوال کیا کہ وہ کہاں پر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”شیعیان ہمارے ساتھ ہوں گے اور جنت میں ان کے گھر ہمارے گھروں کے ساتھ ہوں گے۔“

میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے شیعہ کس طرح جان دیں گے؟ آپ نے فرمایا : ”جب کوئی کسی صحرا میں سخت گرمی کی وجہ سے پیاس میں مبتلا ہو اسے ٹھنڈے پانی سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں آتی ہے موت تمہارے شیعوں کے لیے اس شربت سے بھی زیادہ شیریں ہے۔“ (۱)

۱- «عن علی بن أبی طالب(علیه السلام) وهو ساجد یبکی علا نحیبه وارتفع صوته بالبکاء، فقلنا: یا أمیر المؤمنین ، لقد أمرضنا بکاؤک وأمضّنا وشجانا ، وما رأیناک قد فعلت مثل هذا الفعل قطّ، فقال: کنت ساجداً أدعو ربّی بدعاء الخیرات فی سجدتی ، فغلبنی عینی ، فرأیت رؤیا هالتنی وأقلقتنی، رأیت رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) قائماً وهو یقول: یا أبا الحسن ، طالت غیبتک ، فقد اشتقت إلی رؤیاک، وقد أنجز لی ربّی ما وعدنی فیک. فقلت: یا رسول الله ، وما الذی أنجز لک فیّ ؟ قال: أنجز لی فیک وفی زوجتک وابنیک وذرّیتک فی الدرجات العلی فی علّیین، قلت: بأبی أنت وأُمّی یا رسول الله فشیعتنا ؟ قال: شیعتنا معنا، وقصورهم بحذاء قصورنا، ومنازلهم مقابل منازلنا، قلت: یا رسول الله ، فما لشیعتنا فی الدنیا ؟ قال: الأمن والعافیه، قلت: فما لهم عند الموت ؟ قال: یحکم الرجل فی نفسه ویؤمر ملک الموت بطاعته، قلت: فما لذلک حدّ یعرف ؟ قال: بلی، إنّ أشدّ شیعتنا لنا حبّاً یکون خروج نفسه کشرب أحدکم فی یوم الصیف الماء البارد الذی ینتقع به القلوب...»: بحار الأنوار ج ۱۶۱۶، ص ۴۲ باب ۱۹۴.

ا□ پروردگار! □می□ حضرت علی علی□ السلام ک□ ان حقیقی شیعو□ می□ قرار د□ تاک□ موت □می□ ب□ی اس طرح می□□ی لگ□ □ پس جو کوئی حضرت علی علی□ السلام کا □مام کی طرح حقیقی پیروکار □وگا موت اس ک□ لی□ اسی طرح می□□ی □وگی□

تجھے ملنے آیا ہوں چونکہ تمہیں پسند کرتا ہوں

کیا پسند کریں گے کہ اکٹھے کوفے میں حضرت علی علیہ السلام کے گھر جائیں؟

دیکھو! وہ بوڑھا شخص کون ہے کہ جو آہستہ آہستہ اس گھر کی طرف آرہا ہے۔ کیا سے پہچانتے ہو؟

وہ ”حارث ہمدانی“ ہے کہ جو اپنے امام سے ملنے آرہا ہے۔ کیا چاہتے ہو کہ اس کے ساتھ مل کر جائیں؟

جب حضرت علی علیہ السلام نے حارث کو دیکھا کہ اس بیماری کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے تو اس سے سوال کیا: ”حارث! کیا وجہ بنی کہ تم یہاں اس حالت میں آئے ہو؟“

حارث نے کہا: ”اے امیرالمومنین علیہ السلام ! آپ کی محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اے حارث! کیا مجھ سے محبت کرتے ہو؟

حارث نے جواب دیا: ”جی ہاں! خدا کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔“

مجھے تعجب ہو رہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام حارث سے یہ سوال کیوں کر رہے ہیں ؟ واضح ہے کہ حارث ہمدانی کے سینے میں عشق اہل بیت علیہم السلام ہے وگرنہ اس بیماری کی حالت میں آپ کے گھر نہ آتے

لیکن امام کے اس سوال میں ضرور کوئی حکمت ہوگی، مجھے صبر کرنا چاہیے ۔ امام نے جب حارث کے جواب کو سنا توفرمایا: ”اب جبکہ مجھ سے محبت کرتے ہو، جان لو کہ چند مقامات پر مجھ سے ملاقات ہوگی

۱.وہ وقت جب تمہاری زندگی کا آخری لحظہ ہوگا مجھے اپنے پاس پاؤ گے اور مجھ سے مل کر خوش ہوگے۔

۲.مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو گے کہ کس طرح اپنے چاہنے والوں کو سیراب کرتا ہوں، اے حارث! اس دن مجھ سے ملاقات کرکے خوش ہوگے۔

۳.روز قیامت مجھ سے ملاقات ہوگی اور [حمد کا پرچم] میرے ہاتھ میں ہوگا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پل صراط سے عبور کرو گے اور بہشت کی طرف جاؤ گے تو اس لمحہ پر بھی خوش ہوگے۔

حارث ہمدانی اس خوشی کے عالم میں امام کے گھر سے نکلے اور اسے یقین تھا کہ امام اس کی جان نکلنے کے لمحہ اس کے سرہانے پر موجود ہوں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے بھی اپنے وعدہ کو پورا کیا اور حارث ہمدانی کی جان نکلتے وقت اس کو تنہا نہ چھوڑا۔(۱)

۱- عن الحارث الهمدانی قال: «دخلت علی أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب(علیه السلام) فقال: ما جاء بک ؟ فقلت: حبّی لک یا أمیر المؤمنین، فقال: یا حارث أتحبّنی ؟ قلت: نعم والله یا أمیر المؤمنین، قال: أما لو بلغت نفسک الحلقوم رأیتنی حیث تحبّ، ولو رأیتنی وأنا أذود الرجال عن الحوض ذود غریبه الإبل لرأیتنی حیث تحبّ، ولو رأیتنی وأنا مارّ علی الصراط بلواء الحمد بین یدی رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) لرأیتنی حیث تحبّ»: کشف الغمّه ج ۱۳۸۱، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۸۱، ج ۲۷ ص ۱۵۷، الفصول المهمّه ج ۱ ص ۳۱۵. عن الأصبغ بن نباته قال: «دخل الحارث الهمدانی علی أمیر المؤمنین علیّ(علیه السلام) فی نفر من الشیعه وکنت فیهم، فجعل الحارث یتّئد فی مشیته ویخبط الأرض بِمِحجَنه ، وکان مریضاً، فأقبل علیه أمیر المؤمنین(علیه السلام) ، وکانت له منه منزله فقال: کیف تجدک یا حارث؟ فقال: نال الدهر یا أمیر المؤمنین منّی... وأبشّرک یا حارث لتعرفنی عند الممات، وعند الصراط، وعند الحوض، وعند المقاسمه، قال الحارث: وما المقاسمه؟ قال: مقاسمه النار ، أقاسمها قسمه صحیحه، أقول: هذا ولیّی فاترکیه، وهذا عدوّی فخذیه...»: الأمالی للمفید ص ۳، الأمالی للطوسی ص ۶۲۵، مدینه المعاجز ج ۳ ص ۱۱۶، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۷۸، ج ۶ ص ۱۲۰، خاتمه مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۲۱۸، الغدیر ج ۱۱ ص ۲۲۲. عن الحارث الأعور قال: «أتیت أمیر المؤمنین(علیه السلام) ذات لیله ، فقال: یا أعور ، ما جاء بک ؟ قال: فقلت یا أمیر المؤمنین ، جاء بی والله حبّک، قال: أما إنّی سأحدّثک لشکرها، أما إنّه لا یموت عبد یحبّنی فتخرج نفسه حتّی یرانی حیث یحبّ، ولا یموت عبد یبغضنی فتخرج نفسه حتّی یرانی حیث یکره...»: اختیار معرفه الرجال ج ۱ ص ۲۹۹، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۹۲، الغدیر ج ۱۱ ص ۲۲۲، معجم رجال الحدیث ج ۵ ص ۱۷۳، ج ۱۰ ص ۲۱۱، قاموس الرجال ج ۱۲ ص ۴۶، أعیان الشیعه ج ۴ ص ۳۶۶....

آنسوؤں کا آخری قطرہ

مجھے اطلاع ملی کہ جتنا جلدی ہو سکے کفایت حسین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات گزار رہے ہیں۔

کفایت حسین میرے ایک اچھے دوست تھے۔ ایک مومن کہ جو ہمیشہ فقرأ و نادار لوگوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔

میں جلدی سے اس ہسپتال میں پہنچا، ان کے تمام بچے وہاں پہ موجود تھے اور گریہ کر رہے تھے۔ کیونکہ انہیں ان کے زندہ رہنے کی امید نہ تھی۔ انہیں یقین ہو رہا تھا کہ یہ ان کے والد کی زندگی کے آخری لمحات ہیں۔

اس دوران میری نظریں کفایت حسین کی آنکھوں پر لگی ہوئی تھیں۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میں کس چیز کو ڈھونڈ رہا تھا؟

میں ایک قطرہ آنسو کی تلاش میں تھا وہ آنسو جو کفایت حسین کی آنکھ سے جاری ہوں بالآخر وہ قطرہ کفایت حسین کی آنکھ سے جاری ہوگیا

آپ کی رائے میں کیا یہ غم کے آنسو ہیں؟

کیا کفایت حسین ناراحت ہیں اور آنسو بہا رہے ہیں؟

شاید آپ سمجھیں کہ ان کے یہ آنسو اس لئے ہیں کہ انہیں یقین ہوگیا ہے کہ ان کے تمام دوست عزیز و اقارب ان سے جدا ہو رہے ہیں اور وہ تنہا قبر و قیامت کے سفر پر جا رہے ہیں۔

لیکن ایسا نہیں! یہ غم کے آنسو نہیں

یہ خوشی و سرور کے آنسو ہیں، یہ وہ خوشی ہے کہ جو آنسو کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ آپ یقیناً میری بات پر تعجب کر رہے ہوں گے!

کہ اس آخری لمحہ زندگی پر کون سی خوشی پیش آئی ہوگی کہ انسان اس قدر خوش ہو کہ آنسو جاری ہو جائیں؟

آپ نے اب تک موت کے بارے میں یہی سنا ہوگا کہ جان نکلنے کا لمحہ انسان کی زندگی کا سخت ترین لمحہ ہوتا ہے جس وقت انسان جان دے کر اس دنیا سے آخرت کی طرف سفر کرتا ہے۔ اس لئے کہیں گے کہ مصنف سے ضرور غلطی ہوئی ہے وہ تمہارے دوست کا گریہ غم کے آنسو تھے۔

اب جب کہ ایسا ہے تو میں آپ کے لیے ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جی ہاں! انسان جب اتنی پیاری چیز کو دیکھتا ہے تو خوشی سے آنسو بہاتا ہے۔“(۱)

قارئین محترم! میرے دوست کفایت حسین نے ایک عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام سے محبت میں گزاری ہے اپنی زندگی کو اس خاندان کی خدمت میں صرف کیا، اب جبکہ سب نے اس سے منہ موڑ لیا ہے، اب جبکہ کوئی ان کے لیے کچھ نہیں ہے

۱-عن یحیی بن سابور قال: «سمعت أبا عبد الله(علیه السلام) یقول فی المیّت تدمع عینه عند الموت ، فقال: ذلک عند معاینه رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) ، یری ما یسرّه، قال: ثمّ قال : أما تری الرجل إذا یری ما یسرّه فتدمع عینه ویضحک؟»: الکافی ج ۳ ص ۱۳۳، علل الشرائع ج ۱ ص ۳۰۷، معانی الأخبار ص ۲۳۶، کتاب من لا یحضره الفقیه ج ۱ ص ۱۳، مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۱۶۱،کتاب الزهد للحسین بن سعید ص ۸۳، الفصول المهمّه ج ۱ ص ۳۰۳، جامع أحادیث الشیعه ج ۳ ص ۱۴، میزان الحکمه ج ۴ ص ۲۷۹۸.

کر سکتا، اچانک اپنی آنک□ کو ک□ولتا □□ رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم کو اپن□ پاس دیک□تا □□ تو اس□ حق □□ ک□ خوشی ک□ آنسو ب□ائ□!

میری جان قربان □و اُن چ□ارد□ معصومین علی□م السلام ک□ پاک نور پر ک□ جو ان سخت ترین لمحات می□ ب□ی اپن□ چا□ن□ والو□ کو تن□ا ن□ی□ چ□و□ت□□(۱)

۱- عن أبی بصیر قال: «قال أبو عبد الله(علیه السلام): إذا حیل بینه وبین الکلام ، أتاه رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) ومن شاء الله، فجلس رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) عن یمینه، والآخر عن یساره، فیقول له(صلی الله علیه وآله وسلم): أمّا ما کنت ترجو فهو ذا أمامک، وأمّا ما کنت تخاف منه فقد أمنت منه، ثمّ یفتح له باب إلی الجنّه فیقول: هذا منزلک فی الجنّه، فإن شئت رددناک إلی الدنیا ولک فیها ذهب وفضّه، فیقول: لا حاجه فی الدنیا، فعند ذلک یبیَضّ لونه، ویرشح جبینه، وتتقلّص شفتاه، وتنتشر منخراه، وتدمع عینه الیسری، فأیّ هذه العلامات رأیت فاکتف بها، فإذا خرجت النفس من الجسد...»: الکافی ج ۳ ص ۱۳۰، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۹۷، جامع أحادیث الشیعه ج ۳ ص ۱۴۴، تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۵۵۵...

ہماری طرف جلدی سے آؤ

یقیناً آپ نے [ابوحمزہ ثمالی] کا نام سن رکھا ہوگا

وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابی تھے۔ انہوں نے ماہِ مبارک رمضان کی راتوں میں حضرت امام سجاد علیہ السلام کی دعا ہمارے لیے بیان کی ہے۔

میں نہیں جانتا کہ آپ نے رمضان کی راتوں میں اس دعا کو پڑھا یا اس کے مطالب پر غور کیا ہوگا؟

اے خدایا! ہماری اُمید وہ کو نا اُمید نہ کرنا، لیکن میں تیری بخشش و عفو کا اُمیدوار ہوں پس میرے گناہوں کو بخش دے۔(۱)

حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شہادت کے بعد ابوحمزہ حضرت محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کیلئے مدینہ کی طرف جاتے ہیں۔

۱- «إنّ لنا فيك أملًا طويلًا ، إنّ لنا فيك رجاءً عظيماً ، عصيناك ونحن نرجو أن تستر علينا...»: مصباح المتهجّد ص ۸۶، إقبال الأعمال ج ۱ ص ۱۶۲، المصباح ص ۹۲.

کوفہ سے مدینہ کا ایک طولانی سفر ہے اور وہ اس راستہ کو عشق زیارت امام علیہ السلام میں طے کر رہے ہیں۔ سفر کی سختیاں، خشک و بیابان صحراؤں کو چیرتے ہوئے بالآخر مدینہ پہنچتے ہیں اور مدینہ کے کھجوروں کے باغات نظر آتے ہیں۔

یہ مدینہ ہے عاشقانِ اہل بیت علیہم السلام کے دلوں کا کعبہ!

ابوحمزہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیات سے مشرف ہو کر مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہیں۔

اب وہ وقت آگیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں، اسی لئے امام علیہ السلام کے گھر کی طرف جاتے ہیں۔

ابو حمزہ ثمالی امام علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور نہایت خضوع و خشوع سے امام علیہ السلام کے قدموں میں بیٹھ گئے۔

ن□ جان□ کیا □وا ک□ ابو حمز□ کو موت کا وقت یاد آگیا □□ شاید ان ک□ دل می□ ب□ی موت کا □ر □□□

اس لی□ بات □ون□و□ پر لات□ □وئ□ ک□ت□ □ی□!

ا□ فرزند رسول صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم! موت آپ ک□ شیعو□ کیلئ□ کیسی □وگی؟

امام علی□ السلام اس ک□ جواب می□ فرمات□ □ی□:”کیا چا□ت□ □و ک□ تم□ی□ ایک ب□ت ب□ی خوشخبری دو□؟ جان لو! جب موت □مار□ چا□ن□ والو□ کو آتی □□ رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم اور امیرالمومنین علی□ السلام اس ک□ سر□ان□ موجود □وت□ □ی□□ “

رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم جان کنی ک□ وقت □مار□ شیع□ ک□ پاس آکر بی□□ت□ □ی□ ار فرمات□ □ی□: ”کیا مج□□ جانت□ □و؟ می□ رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم □و□!“

جان لو آخرت تم□ار□ لئ□ دنیا س□ ب□تر □□□

اب □رن□ اور پریشان □ون□ کی ضرورت ن□ی□ اب صرف خیر و خوبی ک□ علاو□ کوئی تم□ار□ انتظار می□ ن□ی□ !

□ماری طرف تیزی س□ آو□(۱)

ابوحمز□ کی آنک□ س□ آنسو جاری □وئ□ و□ ی□ سوچ ر□□ ت□□ ک□ موت شیع□ کیلئ□ واقعی کتنی خوبصورت اور دلنشین □□ اور ی□ خوشی کی کتنی ب□ی خبر □□ ک□ جو ابوحمز□ ثمالی ن□ اب تک سنی □□□

۱- عن أبی حمزه الثمالی قال: «قلت لأبی جعفر(علیه السلام): ما یصنع بأحدنا عند الموت ؟ قال: أما والله یا أبا حمزه ما بین أحدکم وبین أن یری مکانه من الله ومکانه منّا إلّا أن یبلغ نفسه ها هنا - ثمّ أهوی بیده إلی نحره - ، ألا أُبشّرک یا أبا حمزه ؟ فقلت: بلی جُعلت فداک، فقال: إذا کان ذلک أتاه رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) وعلی(علیه السلام)معه، یقعد عند رأسه، فقال له رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم): أما تعرفنی ؟ أنا رسول الله، هلمّ إلینا، فما أمامک خیر لک ممّا خلّفت، أمّا ما کنت تخاف فقد أمنته، وأمّا ما کنت ترجو فقد هجمت علیه، أیّتها الروح أُخرجی إلی روح الله ورضوانه، ویقول له علی(علیه السلام) مثل قول رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم). ثمّ قال: یا أبا حمزه ؟ ألا أُخبرک بذلک من کتاب الله ؟ قول الله: (الَّذِینَ ءَامَنُواْ وَ کَانُواْ یَتَّقُونَ) »: تفسیر أبی حمزه الثمالی۹۴، تفسیر العیّاشی ج ۲ ص ۱۲۶، تفسیر نور الثقلین ج ۲ ص ۳۱۳، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۷۸....

۱۔ غم و پریشانی خدا حافظ

خدایا ہمیں اس دنیا میں لانے کا مقصد کیا تھا؟

یہ زندگی مصیبتوں اور پریشانیوں سے کیوں بھری ہوئی ہے؟

یقیناً آپ نے حضرت امام علی علیہ السلام کی یہ بات سن رکھی ہوگی کہ آپ نے فرمایا: ”یہ دنیا ایسا گھر ہے کہ جسے ہمیشہ بلا و پریشانی نے گھیرا ہوا ہے۔“(۱)

عجیب بات تو یہ ہے کہ انسان جتنا خدا سے قریب ہوتا ہے یہ پریشانیاں اسے زیادہ گھیر لیتی ہیں۔

آپ کی نظر میں مومن ان مشکلات میں کیوں گھرا رہتا ہے؟ خدا نے ہماری روح کو عالم ملکوت میں خلق کیا لیکن وہ جانتا تھا کہ ممکن ہے یہ انسان غرور و تکبر کا شکار ہو جائے اور یہ غرور ہی ہے کہ جو انسان کے کمال تک پہنچنے میں رکاوٹ ہے۔

۱- نہج البلاغه ج ۲ ص ۲۱۹، عیون الحکم والمواعظ ص ۹۱، دستور معالم الحکم ص ۳۶، شرح نہج البلاغه ج ۱۱ ص ۲۵۷، کنز العمّال ج ۱۶ ص ۲۰۰، تاریخ مدینه دمشق ج ۵۰۰۴۲.

اس لیے خداوند اعلیٰ نے ہمیں اس خاکی لباس میں ڈالا اور اس دنیا میں بھیجا کہ جو بلاء و پریشانیوں سے بھری پڑی ہے۔

اس دنیا میں ہماری روح کا بلا و پریشانیوں سے علاج ہوتا ہے اور وہ غرور کی بیماری آہستہ آہستہ ختم ہوجاتی ہے۔

آپ کو یاد ہے کہ چند روز قبل آپ سخت بیمار اور سردرد میں مبتلا تھے؟ آپ کو یاد ہے کہ ایک دن دانت کی کتنی تکلیف ہو رہی تھی؟ یہ تمام بیماریاں اس زہر کا علاج ہیں جو آپ کی روح کو غرور و تکبر سے نجات دیتی ہیں۔

جی ہاں! آپ جتنا خدا کے زیادہ نزدیک ہوں گے اس کی بارگاہ میں مقام زیادہ بلند ہوگا اتنا ہی زیادہ مصیبتوں نے گھیرا ہوگا یہ سب اس لئے کہ آپ بارگاہ خدا کا مہمان بننا چاہتے ہیں اس لیے آپ کی روح کو ان آلودگیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔

کیا جانتے ہیں کہ ہماری روح کیسے ان آلودگیوں سے پاک ہوتی ہے؟

جس طرح انسان کا جسم نہانے سے صاف ہوجاتا ہے انسان کی روح بڑی مصیبتوں میں گھر جانے سے پاک ہوجاتی ہے۔

پس آج کے بعد ان پریشانیوں اور تکالیف کو ایک دوسری نظر سے دیکھیے۔

بہرحال دنیا مومن کے لیے بلا و پریشانیوں کا گھر ہے، خوش نصیب ہے وہ جو اس مرحلے زندگی کو سعادت سے گزارتا ہے اور آخرت کے سفر کی طرف کوچ کر جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب موت کا وقت آتا ہے ایک آواز کان میں پڑتی ہے کہ اس دنیا کے غم و مصیبت سے نجات پاگئے ہو۔(۱)

جی ہاں! جب موت کا وقت آتا ہے تو مومن کی تکالیف و پریشانیوں کے خاتمے کا وقت آجاتا ہے۔ اب اس کی روح پاک ہو چکی ہے وہ

۱- عن عبد الحميد بن عَوّاض ، قال: «سمعت أبا عبد الله(عليه السلام) يقول: إذا بلغت نفس أحدكم هذه قيل له: أمّا ما كنت تحزن من همّ الدنيا وحزنها ، فقد أمنت منه، ويقال له: أمامك رسول الله وعلىّ وفاطمه(عليهم السلام) » المحاسن ج ۱ ص ۱۷، الفصول المهمّه ج ۱ ص ۳۱۷، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۸۴.

ایک پرند□ کی طرح □□جو پنجر□ کی قید س□ آزاد □وجاتا □□ اور خدا کی دعوت پر لبیک ک□تا □□□

مومن موت ک□ وقت □ر طرح کی روحی آلودگیو□ س□ پاک □وجاتا □□ اب و□ عالم ملکوت می□ اپن□ کمال کو جاری کرتا □□□

آیا ہوں تاکہ تمہاری مدد کروں

[عقبہ] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بہت ہی قریبی اصحاب میں سے تھا اور آپ علیہ السلام سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ ایک دن اپنے ایک دوست [معلّی] کے ساتھ امام کے گھر آیا۔

امام علیہ السلام نے عقبہ سے فرمایا:

”اے عقبہ! آگاہ رہو خداوندمتعال صرف ہمارے شیعوں کے اعمال قبول کرتا ہے اور ہمارے دشمنوں کے اعمال خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتے۔ خدا کی قسم! ہمارے شیعہ جان کنی کے وقت اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں“

امام کی بات جب یہاں تک پہنچی تو خاموش ہوگئے۔

شیعہ اہل بیت علیہم السلام جان دیتے وقت کیا دیکھتا اور سنتا ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس راز سے پردہ کیوں نہیں اٹھایا؟

وہ تمام لوگ جو اس وقت امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے آپ کی طرح اشتیاق رکھتے تھے کہ امام علیہ السلام کی بات مکمل ہو۔

نہ جانے کیوں امام علیہ السلام کی خاموشی جاری رہی۔

عقبہ کہتا ہے میں نے امام کی خدمت میں عرض کی:

”اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم! جان دیتے وقت آپ کا شیعہ کیا چیز دیکھتا ہے؟ “

امام علیہ السلام اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ”ہمارا شیعہ وہی دیکھتا ہے جو دیکھنا چاہتا ہے۔ “

عقبہ نے گیارہ مرتبہ اپنے سوال کو دہرایا اور ہر مرتبہ امام علیہ السلام سے صرف یہی مختصر جواب سنا۔

کیوں امام جعفر صادق علیہ السلام عقبہ کی بات کا مکمل جواب نہیں دیتے۔

کچھ لمحات گزرے اس مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عقبہ کو آواز دی اور فرمایا: ”اے عقبہ! تو نے اپنے سوال کو اتنی مرتبہ دہرایا ہے کہ جب تک اس کا جواب نہ ملے تمہیں چین نہ ہوگا “

عقبہ جواب دیتا ہے : ”اے فرزند رسول صلی الله علیه و آله و سلم خدا! آپ سے جو سنتا ہوں وہ میرا دین ہے اور میں اپنے دین پر جان دینے کے لئے حاضر ہوں“

قارئین محترم!

دیکھیں کہ حقیقی شیعہ کیسے تھے کس قدر سمجھنے کو اہمیت دیتے تھے اور اسے اپنے دین کا حصہ سمجھتے تھے

جی ہاں! ہمارے معاشرے نے دین سے کس قدر دوری اختیار کر لی ہے ۔ اُس زمانے میں جو کوئی جتنا اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک ہوتا ہے ، سننے اور سمجھنے کا شوق اس میں اتنا ہی زیادہ ہوتا۔

اب کیا ہوگیا ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں سمجھا جاتا ہے کہ جتنا ہم اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک ہوں گے دیوانے ہو جائیں گے۔

بہرحال عقبہ امام علیه السلام کے سامنے گریہ کرنے لگا! اس کا یہ گریہ اس لئے تھا کہ امام کے کلام کو پورا سننے عقبہ پر خدائی رحمت ہو تو نے کس طرح ایک شیعہ کی حقیقی تصویر پیش کی۔

اور شاید اگر امام علیه السلام اسی لمحے عقبہ کو جواب دے دیتے تو یہ خوبصورت تصویر تاریخ میں رقم نہ ہوتی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے عقبہ کو گریہ کرتے ہوئے دیکھا اور اپنی بات کو مکمل کرتے ہوئے فرمایا:

”ہمارا شیعہ جان کنی کے وقت دو لوگوں کو دیکھے گا!“

پھر عقبہ نے اپنے سوال کو دہرایا کہ آپ کا حقیقی شیعہ کن کو دیکھے گا؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

”ہمارا شیعہ آخری لمحۂ زندگی میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو دیکھے گا“

عقبہ نے پوچھا: ”کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام اُس مومن سے کلام بھی کریں گے؟“

امام نے فرمایا: ”جی ہاں! پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کے سرہانے بیٹھے ہوں گے اور حضرت علی علیہ السلام ساتھ ہوں گے۔“

قارئین محترم! آپ بھی جب کسی کی عیادت کیلئے جاتے ہیں تو پسند کرتے ہیں کہ اس مریض کے پاس بیٹھیں، اس سے باتیں کریں ، اس سے اچھی باتیں کریں، اسے حوصلہ و تسلی دیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے فرمایا:

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فرماتے ہیں:

اے خدا کے دوست! تجھے میں بشارت دیتا ہوں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور آگاہ رہو کہ میں تمہارے لئے تمام دنیا سے بہتر ہوں۔

پھررسول خدا اُٹھ جاتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام مومن کے پاس بیٹھ کر فرماتے ہیں:

اے خدا کے دوست! خوش رہو اور غم نہ کرو میں وہی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوں کہ جس سے تم محبت کرتے ہو۔

"میں آیا ہوں کہ تیری مدد کروں۔"(۱)

میری جان آپ پر قربان ہو میرے آقا کہ اس حساس ترین وقت میں اپنے چاہنے والوں کو تنہا نہیں چھوڑتے!

۱- عن علی بن عقبه، عن أبیه قال: «دخلنا علی أبی عبد الله(علیه السلام) أنا والمعلّی بن خُنیس ، فقال: یا عقبه ، لا یقبل الله من العباد یوم القیامه إلا هذا الذی أنتم علیه، وما بین أحدکم وبین أن یری ما تقرّ به عینه إلاّ أن تبلغ نفسه هذا - وأومأ بیده إلی الورید - قال: ثمّ اتّکأ وغمز إلی المعلّی أن سله ، فقلت: یا بن رسول الله ، إذا بلغت نفسه هذه فأیّ شیء یری ؟ فردّ علیه بضعه عشر مرّه: أیّ شیء یری ؟ فقال فی کلّها: یری، لا یزید علیها، ثمّ جلس فی آخرها فقال: یا عقبه ! قلت: لبیک وسعدیک، فقال: أبیت إلاّ أن تعلم ؟ فقلت : نعم یا بن رسول الله، إنّما دینی مع دمی ، فإذا ذهب دمی کان ذلک، وکیف بک یا بن رسول الله کلّ ساعه؟ وبکیت، فرقّ لی فقال: یراهما والله، قلت: بأبی أنت وأُمّی من هما ؟ فقال: ذاک رسول الله(علیه السلام) وعلی(علیه السلام)، یا عقبه لن تموت نفس مؤمنه أبداً حتّی تراهما، قلت: فإذا نظر إلیهما المؤمن أیرجع إلی الدنیا ؟ قال: لا بل یمضی أمامه، فقلت له: یقولان شیئاً جُعلت فداک ؟ فقال: نعم ،یدخلان جمیعاً علی المؤمن فیجلس رسول الله(علیه السلام) عند رأسه، وعلی عند رجلیه، فیکبّ علیه رسول الله(علیه السلام) فیقول: یا ولی الله أبشر ، أنا رسول الله، إنّی خیر لک ممّا تترک من الدنیا، ثمّ ینهض رسول الله فیقوم علیه علیّ صلوات الله علیهما حتّی یکبّ علیه فیقول: یا ولیّ الله ابشر أنا علیّ بن أبی طالب الذی کنت تحبّنی أمّا لأنفعک. ثمّ قال أبو عبد الله(علیه السلام): أما إنّ هذا فی کتاب الله عزّ وجلّ، قلت: أین هذا جُعلت فداک من کتاب الله ؟ قال: فی سوره یونس قول الله تبارک وتعالی ها هنا: (الَّذِینَ ءَامَنُواْ وَ کَانُواْ یَتَّقُونَ * لَهُمُ الْبُشْرَی فِی الْحَیَوهِ الدُّنْیَا وَ فِی الاَْخِرَهِ لاَ تَبْدِیلَ لِکَلِمَاتِ اللَّهِ ذَ لِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیمُ): المحاسن ج ۱۷۱، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۸، ورواه الشیخ الکلینی فی الکافی ج ۳ ص ۱۲۹ مع اختلاف یسیر، وکذلک رواه العیّاشی فی تفسیره ج ۲ ص ۱۲ مع اختلاف یسیر. قال العلاّمه المجلسی فی شرح هذا الخبر: «إنّما دینی مع دمی» : المراد بالدم الحیاه ، أی أترک طلب الدین ما دمت حیّاً، فإذا ذهب دمی - أی متّ - کان ذلک - أی ترک الطلب - أو المعنی: أنّه إنّما یمکننی تحصیل الدین ما دمت حیّاً، فقوله: فإذا ذهب دمی استفهام إنکاری ، أی بعد الموت کیف یمکننی طلب الدین؟ وفی الکافی: إنّما دینی مع دینک فإذا ذهب دینی کان ذلک، أی إن دینی ، إنّما یستقیم إذا کان موافقاً لدینک ، فإذا ذهب دینی لعدم علمی بما تعتقده کان ذلک أی الخسران والهلاک والعذاب الأبدی، أشار

إليه مبهماً لتفخيمه. وأمّا استشهاده(عليه السلام) با لآيه ، فالظاهر أنّه فسر البشرى فى الحياه الدنيا بما يكون عند الموت، ويحتمل أن يكون(عليه السلام) فسّر البشرى فى الآخره بذلك ; لأنّ تلك الحاله من مقدّمات النشأه الآخره، فالبشرى فى الحياه الدنيا بالمنامات الحسنه كما ورد فى أخبار أُخر، أو بما بشّر الله فى كتبه وعلى لسان أنبيائه، والأوّل أظهر.

امام کی بات مکمل ہوئی عقبہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ لحظہ موت بھی کیسا موقع ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے نورانی چہرے کی زیارت ہوتی ہے۔

...

اس اضطراب کے وقت کیا کروں؟

انسان کی فطری ضروریات میں سے ایک ضرورت محبت کرنا ہے۔ ان معنوں میں کہ انسان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب سے اظہار محبت کرے۔

انسانی نفسیات کی یہ ضرورت ہے کہ اس کی ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں لیکن انسان اپنے سچے محبوب کو نہیں پہچان سکے اور مشکلات کا شکار ہوگئے ہیں۔ چونکہ روح ایک لطیف شے ہوتی ہے وہ انسان ایک روحانی لذت کو محسوس کرتا رہتا ہے۔ آج کا انسان مشینی زندگی کا گرویدہ ہوگیا ہے۔ ٹیکنالوجی کا قیدی ہوگیا ہے۔ اسے زیادہ ضرورت ہے کہ اپنے محبوب سے زیادہ عشق کرے۔

اب بات یہ ہے کہ یہ محبوب جتنا کامل ہوگا انسان اتنا ہی کمال حاصل کرے گا۔ ہماری دینی تعلیمات میں اس نکتے کی طرف بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ "اہل بیت علیہ السلام سے محبت دین کی بنیاد ہے اور در حقیقت یہ

محبت ہی دائمی سرمایہ ہے، یہ دنیا و آخرت میں کام آنے والا سرمایہ ہے"(۱)

چہاردہ معصومین علیہم السلام سے محبت ہی وہ گرانقدر سرمایہ ہے کہ جس کی ہمارے ہاں کثرت ہے اور ہمیں اس کا ہمیشہ شکر بجا لانا چاہیے اور اس سرمایہ کو اپنے اور معاشرہ کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے کب زیادہ محبت کرتے ہیں؟

کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث پیش کی جائے؟

امام علیه السلام نے اپنے شیعوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”جان نکلنے کا وہ لمحہ ہوتا ہے جب روح تمہارے جسم سے خارج ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت تمہیں ہماری محبت کی زیادہ ضرورت ہوگی۔“(۲)

۱- سعید بن یَسَار عن أبی عبد الله(علیه السلام): «هل الدین إلّا الحبّ»: الخصال ص ۲۱،مستدرک الوسائل ج ۱۲ ص ۲۲۷، التفسیر الصافی ج ۱ ص ۳۲۶، تفسیر نور الثقلین ج ۱ ص ۳۲۷. عن فضیل بن یَسَار ، عن أبی جعفر(علیه السلام): «بُنی الإسلام علی خمس، علی الصلاه والزکاه والصوم والحجّ والولایه ، ولم یناد بشیء کما نودی بالولایه...»: الکافی ج ۲ ص ۱۸، الخصال ص ۲۷۸، فضائل الأشهر الثلاثه ص ۸۶، وسائل الشیعه ج ۱ ص ۱۳، ۱۸، شرح الأخبار ج ۲ ص ۲۷۷.

۲- عن قتیبه الأعشی، عن أبی عبد الله(علیه السلام) ، قال: «أما إنّ أحوج ما تکونون فیه إلی حبّنا حین تبلغ نفس أحدکم هذه - وأومأ بیده إلی نحره - ثمّ قال: لا بل إلی ها هنا - وأهوی بیده إلی حنجرته -، فیأتیه البشیر فیقول: أمّا ما کنت تخافه فقد أمنت منه»: المحاسن ج ۱ص ۱۷۷، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۸۷.

اب ذرا یہ خیال کریں کہ وہ موت کا وقت آپہنچا ہے۔ عزرائیل روح قبض کرنے کیلئے آگئے ہیں۔ وہ لمحہ جب زبان بولنے کی قوت نہیں رکھتی!

اس وقت کوئی بیٹا، بیٹی، زوجہ ، دوست تمہاری مدد نہیں کر سکتے! اس وقت دنیا تمہاری نظروں میں تاریک ہو جائے گی۔ آہستہ آہستہ اس دنیا سے منہ موڑ لو اور ایک نئی دنیا میں قدم رکھو کہ جس کے بارے میں تم نہیں جانتے!

ٹھیک یہ ہی وقت ہے تیری اہل بیت علیہم السلام سے محبت و عقیدت تیری نجات کا سرمایہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہ محبت و عشق اہل بیت علیہم السلام وہ عظیم خزانہ ہے جو تیرے دل میں دفن ہے۔

کیا یاد ہے کہ جب بھی محرم کا آغاز ہوتا مجالس عزا داری امام حسین علیہ السلام میں شرکت کرتے اور عشق و محبت اہل بیت علیہم السلام میں آنسو بہاتے تھے؟

تمہیں یاد ہے کہ کس طرح تم کربلا جانے کی تمنا رکھتے تھے اور وہ زیارت بھی تمہارے نصیب میں ہوتی تھی؟

ان کاموں کا اس لمحے بہت فائدہ ہوگا کہ جب تمہارے دل میں موت کا خوف نہ ہوگا کیونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اہل بیت علیہم السلام سے محبت و عشق کو تمہارے لیے خوف دور کرنے کا سرمایہ قرار دیا اور اس محبت کے بقیہ فوائد پر خاموشی اختیار کی؟

میں نے ایک طویل مدت اس موضوع کے بارے میں فکر کی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس حساس ترین لمحے پر محبت اہل بیت علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی چیز ہمارے کام نہ آئے گی۔

تو سعادت مند ہوگیا!

میں سعید بن یسار ہوں، شہر کوفہ میں زندگی بسرکرتا ہوں اور شیعیان اہل بیت علیہم السلام میں سے ہوں۔ کئی مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہونے کی سعادت حاصل کی ہے اور آنحضرت سے کئی احادیث نقل کی ہیں اور تمام علماشیعہ مجھے سچا اور قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔(۱)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو زکریا کا تعارف کراؤں؟

زکریا بن سابورمیرے ایک عزیز دوست اور قابل اعتماد انسان ہیں(۲)

ہم دونوں نے بہت عرصہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں زندگی بسر کی ہے اور ان کے ارشادات کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی بہت کوشش کی ہے۔

۱- سعید بن یَسَار الضُّبَیعی، کوفی، ثقه...: رجال النجاشی رقم ۴۷۸ ص ۱۸۱، الفهرست للشیخ الطوسی ص ۲۱۹، رجال الطوسی ص ۲۱۳، رجال ابن داوود ص ۱۷۲، رجال ابن داوود ص ۸۰، نقد الرجال ج ۲ ص ۳۳۰.

۲- رجال الطوسی ص ۲۱۰، خلاصه الأقوال ص ۱۵۰.

چند دنوں سے زکریا بیمار تھے میں اس کی عیادت کیلئے جاتا رہتا ہوں۔ آج ہی مجھے خبر ملی ہے کہ اس کی حالت کافی بگڑ گئی ہے۔ اس لئے میں نے جلدی سے خود کو وہاں پہنچایا۔

جب میں اس کے گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ اس کے بیوی بچے اس کے گرد جمع ہیں اور گریہ کر رہے ہیں۔ میں اس منظر کو دیکھ کر سخت پریشان ہوا کیونکہ میرا ایک بہترین دوست ہاتھوں سے جا رہا تھا۔

میں بھی آگے بڑھا اور اس کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے بات کی لیکن اس نے جواب نہ دیا۔ میری آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہونے لگے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ زکریا نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا جیسا کہ کسی سے ہاتھ ملاتے ہیں اور ایک جملہ کہا:

”میرا ہاتھ سعادت مند ہوگیا یا علی علیہ السلام “

میں اس کی بات نہ سمجھ سکا کہ اس کی مراد کیا تھی؟

وہ کس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا؟

وہاں پہ کوئی بھی علی نامی شخص نہ تھا۔

کچھ ہی لمحات کے بعد زکریا کی روح عالم بقا کی طرف پرواز کر گئی۔ اس کے گھر میں گریہ و نالہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جب لوگوں کو زکریا کی وفات کی خبر ملی سب اکٹھے ہوگئے۔ غسل و کفن کے بعد تدفین کے مراحل انجام دینے کےکیلئے قبرستان کی طرف چلے۔

میرے لئے یہ سوال ایک معما کے طور پر باقی رہا کہ آخری لمحاتِ زندگی میں زکریا کس سے باتیں کر رہا تھا؟

اس کی مراد اس جملے سے کیا تھی؟

میں نے سوچا کہ مدینے جاؤں اور امام علیه السلام کی خدمت میں زیارت کا شرف حاصل کروں اور زکریا کے ساتھ پیش آنے والے واقعے سے متعلق پوچھوں۔

اس بنا پر میں مدینہ کے سفر کیلئے تیار ہوا۔

قبرِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بعد امام علیه السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔

امام تک زکریا کی وفات کی خبر پہنچ چکی تھی۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: مجھے بتاو کہ جان دیتے وقت زکریا کے منہ سے کیا سنا تھا؟

میں نے کہا:

”اے میرے سردار! میں آخری لمحات میں زکریا کے پاس موجود تھا اس کا ہاتھ آگے بڑھا گویا کسی سے ہاتھ ملانا چاہتا تھا۔ پھر اس نے یہ کہا:

” میرا ہاتھ سعادت مند ہوگیا یا علی علیه السلام “

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”خدا کی قسم اس لمحہ زکریا نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تھا؛ آپ نے اپنے شیعوں سے وعدہ کیا ہے کہ جان نکلتے وقت میں انہیں ملنے ضرور آؤں گا“

خوش نصیب ہے زکریا کہ اس نے اس لمحہ میں اپنے آقا کی زیارت کی۔ میں اس نکتہ سے کیوں غافل تھا۔

زکریا نے جان دیتے وقت حضرت علی علیہ السلام سے بات کی۔

جی ہاں! اس نے اپنے ہاتھ کو اُٹھایا چونکہ حضرت علی علیہ السلام سے مصافحہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے مہربان مولا علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور کہا:

میرا ہاتھ بھی سعادت مند ہوگیا یا علی علیہ السلام !

اس نے اپنے مولا۔علیہ السلام کے ہاتھ کی گرمی اور مہربانی کو محسوس کیا اور اس لئے اس جملہ سے اپنی سعادت کی خبر دی۔(۱)

۱- عن سعید بن یَسَار أنّه حضر أحد ابنی سابور وکان لهما ورع وإخبات، فمرض أحدهما - ولا أحسبه إلاّ زکریا بن سابور - قال: «فحضرته عند موته ، قال: فبسط یده ثمّ قال: ابیضّت یدی یا علی ، قال: فدخلت علی أبی عبد الله(علیه السلام)... فقال: أخبرنی خبر الرجل الذی حضرته عند الموت، أی شیء سمعته یقول ؟ قلت بسط یده فقال: ابیضّت یدی یا علیّ، فقال أبو عبد الله(علیه السلام): رآه والله رآه والله رآه والله»: اختیار معرفه الرجال ج ۲ ص ۶۲۶، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۹۲، ومعناه أنّ المحتضر رأی الإمام علی(علیه السلام) وقد صافحه ، ولذا قال: ابیضّت یدی یا علیّ: راجع هامش: الإیقاظ من الهجعه بالبرهان علی الرجعه، للحرّ العاملی ص ۲۱۲.

۱۔ میرے مولا مجھے تنہا نہ چھوڑیں

نہیں جانتا کہ سید حمیدی کو جانتے ہیں یا نہیں

سید حمیدی ایک بلند مرتبہ شاعر اور حضرت علی علیہ السلام سے عشق و محبت میں مشہور اور آپ کی شان میں شعر کہا کرتے تھے۔

وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے شعر اس قدر دلنشین اور پُرمغز اوروہ مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کرتے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں سید شعراء کا لقب سے نوازا تھا۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس کے کہے گئے اشعار لب زد عام تھے۔

۱- روی أنّ الصادق(علیه السلام) لقیه فقال: «سمّتک أُمّک سیّداً ووفّقت فی ذلک ، أنت سیّد الشعراء»: الغدیر ج ۲ ص ۲۴۰.

آج کل سید حمیدی بیمار □□ اور شفایابی کی کوئی اُمید ن□ی□□ کیا آپ چا□ت□ □ی□ ک□ میر□ سات□ اس عظیم شاعر ا□ل بیت علیہ السلام کی عیادت کیلئ□ جائی□□

اس ک□ گ□ر می□ داخل □وئ□ □ی□ ک□ تمام عزیز و اقارب ان ک□ گ□ر موجود □ی□□

شیعیان کو جب ی□ خبر ملی تو و□ ب□ی اس وقت اس ک□ گ□ر کی طرف چل□□ آپ س□ کیا چ□پانا کچ□ ناصبی ب□ی □مار□ درمیان موجود ت□□□ جو ی□ دیک□نا چا□ت□ ت□□ ک□ سید کیس□ جان دیتا □□□

ناصبیو□ کو تو جانت□ □ی□؟ و□ی ک□ جو دل می□ حضرت علی علی□ السلام س□ دشمنی رک□ت□ □ی□!

ن□ی□ جانتا ک□ و□ ی□ا□ کیو□ آئ□ □ی□□

کس ن□ ان□ی□ اطلاع دی □□□

وہ تو سید حمیدی کے خون کے پیاسے تھے کیوں اس کی عیادت کیلئے آئے ہیں؟

شاید وہ آئے ہیں تاکہ سید حمیدی کی موت پر جشن منائیں کیونکہ سید حمیدی ان کی آنکھوں میں خار چشم تھا۔

سید حمیدی لوگوں کو فضائل علی علیہ السلام سنایا کرتا تھا اس لئے اس کی موت دشمنانِ شیعہ کے لئے خوشی کا سبب تھی۔

بہرحال موت نے تو سب کو آنا ہے۔ اب سید حمیدی بستر پر پڑے ہیں۔ لوگ ان کے چہرے کو چومتے ہیں ان سے باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ان میں بات کرنے کی ہمت نہیں۔

دیکھو دیکھو!

سید حمیدی کے چہرے پر ایک سیاہ نکتہ نمودار ہوا ہے اور آہستہ آہستہ یہ سیاہی بڑھ رہی ہے یہاں تک کہ ان کا پورا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے۔

یہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔

سیدحمیدی مکتب اہل بیت علیہم السلام کا بہت زیادہ دفاع کرنے والے تھے۔ اب ان کا چہرہ کیوں سیاہ ہو رہا ہے؟

دیکھو دیکھو یہ ناصبی اس طرح کیوں خوش ہو رہے ہیں اور چیخ رہے ہیں۔

دیکھ رہے ہو سید حمیدی کا چہرہ سیاہ ہوگیا ہے؟

اس کا مولا اس کی مدد کیوں نہیں کرتا۔

ہم نے سید سے کہا تھا کہ اپنے عقیدے کوچھوڑ دو لیکن اس نے ہماری نہ مانی اب اپنے کام کی سزا پا رہا ہے۔

سید کے تمام ساتھی پریشان ہونے لگے ارے یہ کیا ہوگیا ہے سید کا چہرہ اس طرح سیاہ کیوں ہوگیا ہے؟

شیعہ اپنے سر کو جھکائے کھڑے ناصبیوں کے سامنے شرمندہ ہو رہے ہیں۔ سید حمیدی کے جانے کا ایک دُکھ اور پھر ناصبیوں کے جملے الامان۔

خدایا کیا کریں ان ناصبیوں کو کیا جواب دیں؟

دیکھو دیکھو سید کے چہرے پر سفید نکتہ نمودار ہو رہا ہے اور آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔ اب سید کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ نورانی ہو چکا ہے۔

ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ دیکھو دیکھو سید کا چہرہ نورانی ہوگیا ہے۔ لوگوں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ سید کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔

سید مسکرا رہے تھے۔ وہ بات کرنا چاہتے تھے۔

اس قدر شور و غل نہ کرو۔ لوگو! آرام کرو سید بات کرنا چاہتے ہیں۔

سب لوگ خاموش ہوگئے تاکہ سید کی آخری بات سن سکیں۔ تمام لوگ قلم دوات لے آئے اور سید کے آخری کلام کو لکھ لیے۔

كذب الزاعمون ان عليا□□□□ لن ينحى محبه من هنات

کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے دوستوں کو تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔

خداوند میرے مولا علیہ السلام کے صدقے میں میرے گناہوں سے چشم پوشی فرما!

تمام شیعہ خوش ہوگئے اور دشمنانِ اہل بیت علیہ السلام شرمندہ ہونے لگےاور اپنے سر کو جھکائے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت جانی۔

جی ہاں حضرت علی علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو ، اپنےچاہنے والوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتے۔ وفا نے حضرت علی علیہ السلام سے درس وفا لیا ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو بھول جائیں؟

پھر سید نے اس طرح اپنے لبوں پر زمزمہ کیا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ

اشہد ان محمداً رسول اللہ

اشہد ان علیا امیرالمومنین ولی اللہ

یوں سید نے اپنی جان سپرد کی۔

(۱)

...

۱- حدّث الحسین بن عون قال: «دخلت علی السیّد بن محمّد الحِمیَری عائداً فی علّته التی مات فیها، فوجدته یُساق به، ووجدت عنده جماعه من جیرانه وکانوا عثمانیه، وکان السیّد جمیل الوجه، رحب الجبهه، عریض ما بین السالفین، فبدت فی وجهه نکته سوداء مثل النقطه من المداد، ثمّ لم تزل تزید وتنمی حتّی طبقت وجهه بسوادها، فاغتمّ لذلک من حضره من الشیعه، وظهر من الناصبه سرور وشماته، فلم یلبث بذلک إلّا قلیلاً حتّی بدت فی ذلک المکان من وجهه لمعه بیضاء ، فلم تزل تزید أیضا وتنمی حتّی أسفر وجهه وأشرق، وافترّ السیّد ضاحکاً مستبشراً ، فقال: کذب الزاعمون أنّ علیّاً*** لن ینجی محبّه من هَنَات قد وربّی دخلت جنّه عدن*** وعفا لی الإله عن سیّئاتی فأبشروا الیوم أولیاء علیّ***وتوالوا الوصی حتّی الممات ثمّ من بعده تولّوا بنیه*** واحداً بعد واحد بالصفات ثمّ أتبع قوله هذا: أشهد أن لا إله إلّا الله حقّاً حقّاً، وأشهد أنّ محمّداً رسول الله حقّاً حقّاً، وأشهد أنّ علیّاً أمیر المؤمنین حقّاً حقّاً، أشهد أن لا إله إلّا الله، ثمّ اغمض عینه لنفسه ، فکأنّما کانت روحه زباله طفئت أو حصاه سقطت. قال علیّ بن الحسین: قال لی أبی الحسین بن عون: وکان أُذینه حاضراً ، فقال: الله أکبر ، ما من شهد کمن لم یشهد، أخبرنی - وإلاّ صمتاً - الفضیل بن یَسَار، عن أبی ، جعفر وعن جعفر(علیهما السلام) أنّهما قالا: حرام علی روح أن تفارق جسدها حتّی تری الخمسه: محمّداً وعلیّاً وفاطمه وحسناً وحسیناً ، بحیث تقرّ عینها، أو تسخن عینها، فانتشر هذا الحدیث فی الناس ، فشهد جنازته والله الموافق والمفارق»: المناقب لابن شهر آشوب ج ۳ ص ۲۳، الأمالی للطوسی ص ۶۲۸، الفصول المهمّه ج ۱ ص ۳۲۱، کشف الغمّه ج ۲ ص ۴۰.

کیا جبرائیل کی مہربان آواز سنتے ہو؟

جبرائیل خدا کے مقرب ترین فرشتوں میں سے ہیں وہ وحی کا امین ہے اور کتب آسمانی کو انبیا کیلئے لیکر آتا ہے؛ جیسا کہ ہمارے نبی پر وحی لیکر آتا تھا۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ جب نزول قرآن مکمل ہوگیا تو کیا بعد میں بھی جبرائیل زمین پر نازل ہوتا ہے؟

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ جبرائیل صرف وحی کا کام کرتا ہے چونکہ وہ مکمل ہوگیا ہے تو جواب میں کہتے ہیں کہ اب جبرائیل زمین پر نہیں آتا؛ چونکہ ہمارے نبی آخری نبی تھے لہذا اب کوئی آسمانی کتاب نازل نہ ہوگی۔

البتہ یہ صحیح ہے کہ جبرائیل ہرگز وحی لیکر زمین پر نہیں آئے گا لیکن دیگر کام کرنے کیلئے زمین پر آتے ہیں۔

نہیں جانتا کہ آپ نے شاید سنا ہو کہ جب کوئی مومن اس دنیا سے جاتا ہے تو جبرائیل اس کے سرہانے پر نازل ہوتے ہیں۔

حتماً سوال کریں گے کہ مومن کی جان دیتے وقت جبرائیل کس لئے مومن کے سرہانے پر آتے ہیں؟

بات اس طرح ہے: عزرائیل (جو کہ انسانوں کی روح قبض کرنے پر مامور ہے) جب کسی مومن کی جان نکالنے کے لئے آتا ہے تو جبرائیل بھی اس کے ساتھ آتا ہے۔

مومن بھی دیکھتا ہے کہ جان سپرد کرنے کا وقت آگیا ہے؛ لیکن ہر چیز سے پہلے جبرائیل عزرائیل سے کہتا ہے

اے عزرائیل! یہ اب جس کی جان لینا چاہتے ہو یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پاک خاندان سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔(۱)

۱- عن أبی بصیر قال: «قلت لأبی عبد الله(علیه السلام) جُعلت فداک ، یُستکره المؤمن علی خروج نفسه ؟ قال: فقال: لا والله، قال: قلت: وکیف ذاک؟ قال: إنّ المؤمن إذا حضرته الوفاه... یحضره جبرئیل ومیکائیل وإسرافیل وعزرائیل(علیهم السلام)...، وقال جبرئیل لمیکائیل وإسرافیل(علیهم السلام) مثل ذلک، ثمّ یقولون جمیعاً لملک الموت: إنّه ممن کان یحبّ محمّداً وآله ویتولّی علیّاً وذرّیته ، فارفق به...»: تفسیر الفرات ص ۵۵۳، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۶۲.

جی ہاں! جبرائیل بھی آتا ہے تاکہ عزرائیل سے سفارش کرے کہ مومن کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اب آپ خود سوچیے کہ جبرائیل کی یہ سفارش مومن کے لئے کتنی اہمیت و سکون کی بات ہے اس نازک موقع پر مومن جب جبرائیل کی محبت بھری آواز سنتا ہے تو اس کا خوف ختم ہوجاتا ہے۔

ایمان کے سائے میں آسان موت

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ آپ کے ایک صحابی جان کنی کے عالم میں ہیں اور اس پر یہ اوقات سختی سے گزر رہے ہیں۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے جب یہ سنا تو فیصلہ کیا فوراً اس کی عیادت کیلئے جایا جائے اور اپنے اصحاب کے ساتھ اس کی عیادت کیلئے اس کے گھر گئے۔

امام گھر میں داخل ہوئے اور اس بیمار کے سرہانے جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

”تمہارا کیا حال ہے؟“

اُس نے جواب میں کہا کہ موت کو سخت ترین اور دردناک ترین سمجھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”خدا اور ہماری ولایت پر ایمان کو پختہ کرو تو موت آسان ہو جائے گی۔“

یہاں پر اس شخص نے زبان پر خدائی توحید اور اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کے کلمات اپنی زبان پر زمزمہ کیا۔

کچھ ہی لمحات گزرے اچانک اس شخص نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: ”یہ اللہ کے فرشتے ہیں جو جنت سے میرے لئے تحائف لائے ہیں۔ وہ آپ کے حضور کھڑے ہیں کیا آپ انہیں بیٹھنے کی اجازت دیتے ہیں؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ”اے فرشتو! تم بھی بیٹھ جاؤ۔“

تمام نظریں اس شخص پر مرکوز تھیں خوش نصیب تھا کہ اس لحظہ میں اسے یہ سعادت نصیب ہوئی اور فرشتے اس کے پاس آئے۔

کچھ دیر کے بعد اس شخص نے اپنی آنکھوں کو بند کیا، اچانک اس نے اپنی آنکھوں کو کھولا اور امام رضا علیہ السلام سے کہا:

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جو حضرت علی علیہ السلام و امام حسن و حسین علیہ السلام اور بقیہ آئمہ علیہم السلام کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے ہیں۔

یہ اس شخص کی آخری بات تھی اور چند ہی لمحات کے بعد اس کی روح پرواز کر گئی۔(۱)

...

۱- «مرض رجل من أصحاب الرضا(علیه السلام) فعاده ، فقال: کیف تجدک ؟ قال لقیت الموت بعدک - یرید ما لقیه من شدّه مرضه - فقال: کیف لقیته؟ قال: شدیداً ألیماً، قال: ما لقیته إنّما لقیت ما یبدؤک به ویعرّفک بعض حاله، إنّما الناس رجلان: مستریح بالموت، ومستراح منه، فجدّد الإیمان بالله وبالولایه تکن مستریحاً، ففعل الرجل ذلک ، ثمّ قال: یا بن رسول الله ، هذه ملائکه ربّی بالتحیّات والتحف یسلّمون علیک وهم قیام بین یدیک ، فأذن لهم فی الجلوس، فقال الرضا(علیه السلام): اجلسوا ملائکه ربّی، ثمّ قال للمریض: سلهم أُمروا بالقیام بحضرتی ؟ فقال المریض: سألتهم فذکروا أنّه لو حضرک کلّ من خلقه الله من ملائکته لقاموا لک ولم یجلسوا حتّی تأذن لهم، هکذا أمرهم الله عزّ وجلّ، ثمّ غمض الرجل عینیه وقال: السلام علیک یا بن رسول الله ، هذا شخصک ماثل لی مع أشخاص محمّد ومن بعده الأئمّه(علیهم السلام) وقضی الرجل»: معانی الأخبار ص ۲۸۹، مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۱۲۶، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۵۵، جامع أحادیث الشیعه ج ۳ ص ۱۲۷.

خدا کی طرف سے دعوت نامہ

یہ بالکل فطری بات ہے کہ ہمیں اپنی موت سے خوشی نہ ہو کیونکہ موت کے آنے سے ہم اس دنیا کو چھوڑ کر ایک نئی دنیا میں داخل ہوجاتے ہیں کہ جس کو بالکل پہچانتے ہی نہیں ہیں۔

لیکن میں یہاں پر ایک حقیقت سے پردہ اُٹھانا چاہتا ہوں، بھائی وہ یہ ہے کہ بالآخر تمام انسان ایک دن موت کے عاشق ہو جائیں گے۔

کتنے ایسے افراد ملے ہیں کہ جو موت کو پسند کرتے ہوں چہ جائیکہ موت کے عاشق ہوں۔

شاید آپ یہ خیال کریں کہ یہ تمام افراد جو موت کو پسند نہیں کرتے حقیقی مومن نہیں ہیں چونکہ حقیقی مومن ہی موت کو پسند کرتا ہے۔

جی ہاں! مومن کی علامت ہے کہ وہ موت کا عاشق ہو لیکن کب اور کہاں؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے کلام میں اس نکتہ کی

طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جان دیتے وقت مومن موت کا عاشق ہو جاتا ہے۔

پس اب اگر ہم موت کو پسند کریں تو کوئی عیب نہیں ہے۔

اہم یہ ہے کہ آخری لحظہ پر موت کے عاشق ہو جائیں۔

اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ کو امام کا وہ فرمان بیان کروں۔

سدیر امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہے۔ ایک دن اس نے امام علیہ السلام سے سوال کیا:

اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم! میری جان آپ پر قربان میرا ایک سوال ہے کیا مومن موت کو بُرا سمجھتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں خدا کی قسم! مومن موت کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔ جب عزرائیل مومن کی جان لینے کیلئے آتا ہے ابتدا میں مومن خوف محسوس کرتا ہے لیکن عزرائیل بات شروع کرتا ہے اور مومن

کو مخاطب کرکے کہتا ہے: ”نہ ڈرو، خوف نہ کھاؤ میں تمہارے باپ سے بڑی زیادہ مہربانی سے پیش آؤں گا“

اے مومن اپنی آنکھیں کھولو! دیکھو

یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو حضرت علی علیہ السلام ، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور ان کی نسل سے بقیہ امام علیہم السلام ہیں کہ جو تم سے ملنے آئے ہیں۔

پس مومن اپنی آنکھ کھولتا ہے تو دیکھتا ہے کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام اس کے پاس کھڑے ہیں۔

پھر ایک آواز مومن کو سنائی دیتی ہے۔

خدایا یہ کس کی آواز ہے؟

یہ ان فرشتوں کی آواز ہے جو خدا کی طرف سے یہ بات سنانے کیلئے مامور ہیں۔

جی ہاں! خداوند متعال نے حکم دیا کہ یہ فرشتہ اس کی طرف سے مومن کو یہ کہے:

اے میرے بندے! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آؤ تاکہ میرے اچھے بندوں (چہاردہ معصومین علیہم السلام) کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

مومن جب اس آواز کو سنتا ہے کہ خدا اسے اپنی طرف دعوت دے رہا ہے تاکہ بہشت میں اپنا مسکن بنا سکے اور موت کو اس کا وسیلہ دیکھتا ہے تو وہ موت کا عاشق ہو جاتا ہے۔

جی ہاں! وہاں یہ ہے کہ مومن کے سامنے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ جنت میں اپنا مقام دیکھتا ہے۔

امام علیہ السلام اپنے کلام کے آخر میں فرماتے ہیں:

’’اس وقت مومن کی نظر میں جان دینے سے زیادہ کوئی اچھی چیز نہیں ہوتی ہے‘‘(۱)

۱- عن سدیر الصیرفی قال: «قلت لأبی عبد الله(علیه السلام): جُعلت فداک یا بن رسول الله ، هل یُکره المؤمن علی قبض روحه ؟ قال: لا والله ، إنه إذا أتاه ملک الموت لقبض روحه جزع عند ذلک ، فیقول له ملک الموت: یا ولیّ الله لا تجزع، فوالذی بعث محمّداً(صلی الله علیه وآله وسلم) لأنا أبرّ بک وأشفق علیک من والد رحیم لو حضرک، افتح عینیک فانظر، قال: ویمثل له رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) وأمیر المؤمنین وفاطمه والحسن والحسین والأئمّه من ذرّیتهم(علیهم السلام)فیقال له: هذا رسول الله وأمیر المؤمنین وفاطمه والحسن والحسین والأئمّه رفقاؤک، قال: فیفتح عینیه فینظر فینادی روحه مناد من قبل ربّ العزّه ، فیقول: یا أیّتها النفس المطمئنّه إلی محمّد وأهل بیته ، ارجعی إلی ربّک راضیه بالولایه، مرضیه بالثواب،فادخلی فی عبادی - یعنی محمّد أو أهل بیته - وادخلی جنّتی، فما من شیء، أحبّ إلیه من استلال روحه واللحوق بالمنادی»: الکافی ج ۳ ص ۱۷۸، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۹۶. عن عبد الرحیم قال: «قال أبو جعفر(علیه السلام): إنّما أحدکم حین یبلغ نفسه ها هنا ، ینزل علیه ملک الموت فیقول: أمّا ما کنت ترجو فقد أُعطیته، وأمّا کنت تخافه فقد أمنت منه، ویفتح له باب إلی منزله من الجنّه، ویقال له: انظر إلی مسکنک فی الجنّه...»: دعائم الإسلام ج ۷۱، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۷۷، التفسیر الصافی ج ۲ ص ۴۱۰.

آخری لمحہ کیلئے دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص زندگی کے آخری لمحات بسر کر رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات سن کے اُٹھے اور اپنے اصحاب کے ساتھ اس شخص کے گھر گئے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے گھر میں داخل ہوئے اور اُس کے بستر پر جا بیٹھے۔ لیکن وہ اس حالت میں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ نہ ہوا کیونکہ جان کنی کی سخت ترین حالت اس پر طاری تھی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی حالت دیکھنے پر پریشان ہوئے اور عزرائیل سے فرمایا: ”اے عزرائیل علیہ السلام! اس شخص کو اجازت دو تاکہ میں اس سے بات کر سکوں۔“

اور آپ تو جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزرائیل کو دیکھ سکتے ہیں اور اس سے بات کر سکتے ہیں۔ عزرائیل علیہ السلام نے آپ کے حکم کی تعمیل کی کیونکہ تمام فرشتوں کو حکم ہے کہ نبی کی بات پہ عمل کریں۔ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات عزرائیل سے مکمل ہوئی۔ سب نے دیکھا کہ اس شخص کی حالت آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی تھی یہاں تک کہ وہ معمول کی حالت پہ آگیا۔

اس شخص نے اپنی آنکھ کو کھولا۔ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ کی خدمت میں سلام کیا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر اُس کا جواب دیا اور فرمایا: کیا حال ہے؟ اس حالت میں کیا دیکھا؟

اس شخص نے کہا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم! ایک عجیب منظر تھا اس حالت میں۔ ہر طرف سے اندھیرا ہی اندھیرا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ اس

شخص ن□ اپنی زندگی می□ جو گنا□ انجام دئی□ ت□□ و□ اس تاریکی کی شکل می□ نمودار □و ر□□ ت□□ اور و□ ان س□ خوف و □راس محسوس کر ر□ا ت□ا□

پیغمبر اکرم صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم ن□ اس شخص کا جواب سنا اور فرمایا:

ی□ دعا میر□ سات□ پ□□و□

الل□م اغفرلی الکثیر من معاصیت واقبل منی □□□□ من طاعتک

”ا□ خدایا! میر□ زیاد□ گنا□و□ کو بخش اور ب□ت کم نیک اعمال کو قبول فرما□“

اس شخص ن□ اپنی زبان س□ ان کلمات کو زمزم□ کیا تو و□ دوبار□ ب□ □وش □وگیا□ پیغمبر اکرم صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم ن□ کچ□ دیر صبر کیا ی□ا□ تک ک□ و□ شخص □وش می□ آگیا پ□ر اس س□ سوال کیا ک□ اس ن□ ب□ □وشی کی حالت می□ کیا دیک□ا؟

اس شخص ن□ جواب دیا:

یا رسول الل□ صلی اللہ علیه و آله و سلم! ایک سفید نور کو اپنی جانب ب□□ت□ دیک□ا□

ی□ا□ پر آنحضرت صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم ب□ت خوش □وئ□ اور مسکرائ□ پ□ر اس ک□ ا□ل خان□ س□ فرمایا:

خدان□ اس ک□ گنا□و□ کو معاف کر دیا□

کچ□ □ی دیر ک□ بعد اس شخص کی روح پرواز کر گئی□

امام صادق علی□ السلام ن□ اس واقع□ کو بیان کرن□ ک□ بعد فرمایا: جب ب□ی کسی ک□ پاس اس حالت می□ جاؤ تو اس دعا کو اس کیلئ□ ضرور پ□□و□(۱)

جی □ا□! دعا □ر درد کی دوا بن سکتی □□ اور اس جان کو دیت□ وقت □ی بخشش طلب کرن□ کا ب□ترین راست□ □□□

۱- سالم بن أبی سلمه، عن أبی عبد الله(علیه السلام) قال: «حضر رجلًا الموت فقیل: یا رسول الله ، إنّ فلاناً قد حضره الموت، فنهض رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) ومعه ناس من أصحابه حتّی أتاه وهو مغمی علیه، قال: فقال: یا ملک الموت کف عن الرجل حتّی أسأله، فأفاق الرجل فقال النبی(صلی الله علیه وآله وسلم): ما رأیت ؟ قال: رأیت بیاضاً کثیراً وسواداً کثیراً، فقال: فأیّهما کان أقرب إلیک ؟ فقال: السواد، فقال النبی(صلی الله علیه وآله وسلم): قل: اللّهمّ اغفر لی الکثیر من معاصیک، واقبل منّی الیسیر من طاعتک، فقال ثمّ أُغمی علیه ، فقال: یا ملک الموت خفّف عنه ساعه حتّی أسأله، فأفاق الرجل: فقال: ما رأیت ؟ قال: رأیت بیاضاً کثیراً وسواداً کثیراً، قال: فأیّهما کان أقرب إلیک ؟ فقال، البیاض، فقال رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم): غفر الله لصاحبکم. قال: فقال أبو عبد الله(علیه السلام): إذا حضرتم میّتاً فقولوا له هذا الکلام لیقوله»: الکافی ج ۳ ص ۱۲۵، وسائل الشیعه ج ۱۶۶۷۲، الحدائق الناظره ج ۳ ص ۳۶۳، جواهر الکلام ج ۴ ص ۱۷، ذخیره المعاد ج ۱ ص ۸۱، مصباح الفقیه ج ۱ ص ۳۴۷.

آئی□ اور ع□د کری□ ک□ جب ب□ی □م کسی کو جان کنی ک□ عالم می□ دیک□ی□ تو گری□ و زاری ک□ بجائ□ اس کیلئ□ ی□ دعا پ□□ی□□ خوا□ و□ شخص □مارا دوست □و یا رشت□ دار یا □م پر ی□ وقت آئ□ تو □مار□ لی□ اس دعا کو پ□□ی□□

فرشتے پہلو کے گلدستے کے ساتھ آتے ہیں

آپ سب نے شیطان کا وہ قصہ سن رکھا ہے کہ اس نے کئی سال تک خدا کی عبادت کی لیکن جب خدا نے اسے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ حاضر نہ ہوا کہ خدا کے اس حکم کو قبول کرے اور اس وجہ سے ہمیشہ کیلئے خدا کی بارگاہ سے نکالا گیا۔

اس دن کے بعد سے شیطان کوشش کرتا ہے کہ انسان کے کمال تک پہنچنے میں رکاوٹ بنے اور اپنے مختلف انواع و اقسام کے حیلے بہانے کرکے آدم کی اولاد کو یہ خوش بختی حاصل کرنے میں رکاوٹ ڈالے تاکہ وہ بھی گمراہی میں کھچے جائیں۔

شیطان انسان کا دشمن ہے اور ہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ اپنی تمام توانائی انسان کو گمراہ کرنے میں صرف کرے۔

البتہ خداوندمتعال نے بھی وعدہ کیا ہے کہ میرے اچھے بندے شیطان کے جال میں نہ پھنس سکیں گے۔

معلوم نہیں کہ آپ نے سنا ہے یا نہیں کہ جب ایک مومن اس دنیا سے جاتا ہے تو شیطان کی آواز بلند ہوتی ہے:

شاید آپ کہیں کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ شیطان انسانوں کی موت سے خوش ہوتا ہے۔ لیکن اب نئی بات سن رہے ہیں ایک اچھے انسان کی موت پہ شیطان گریہ کرتا ہے۔

البتہ آپ کو علم ہے کہ میں اس بات کو بغیر دلیل کے نہیں کہہ رہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پر غور فرمائیے۔

جب ایک نیک آدمی کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو عزرائیل پانچ سو فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتا ہے اس طرح کہ ہر ایک کے پاس پھولوں کی دو ٹہنیاں ہوتی ہیں۔ یہ تمام فرشتے اس مومن کے پاس

آتے ہیں، نہایت عزت و احترام سے سلام کرتے ہیں، ہر ایک مومن کو خدا کی طرف سے ایک خوشخبری سناتا ہے۔ اس کے بعد وہ منظم صفوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔

نہیں جانتا کہ آپ نے دیکھا ہوگا جیسے ایک غلام آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاکہ فرشتے بھی اسی طرح مومن کی خدمت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ (۱)

جی ہاں یہ تمام فرشتے مومن کے احترام میں مکمل نظم و ضبط سے کھڑے ہوتے ہیں، پھولوں کی خوشبو سے فضا معطر ہوجاتی ہے۔

جی ہاں خدا نے مومن کی روح قبض کرنے کیلئے اتنا اہتمام کیا ہے جیسا کہ ہم اپنی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جب بھی کسی ملک کا سربراہ کسی دوسرے ملک کے سفر پر جاتا ہے تو فوج کا ایک خصوصی دستہ اس کا استقبال کرتا ہے۔

۱- «سُئل رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم): کیف یتوفّی ملک الموت المؤمن ؟ فقال: إنّ ملک الموت لیقف من المؤمن عند موته موقف العبد الذلیل من المولی ، فیقوم هو وأصحابه لا یدنو منه حتّی یبدأ بالتسلیم ویبشّره بالجنّه»: کتاب من لا یحضره الفقیه ج ۱ ص ۱۳۵، بحار الأنوار۶ ص ۱۶۷، تفسیر نور الثقلین ج ۴ ص ۲۲۵.

آج پتہ چلا کہ مومن جب اپنے سفر ابدی پر جاتے ہوئے اس دنیا کو ترک کرتا ہے تو پانچ سو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔

یہ وہ دیدہ زیب مناظر ہیں کہ جن کی آواز شیطان کے کانوں میں پڑتی ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی با ت کو مکمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب شیطان ان فرشتوں کو دیکھتا ہے کہ قبض روح کیلئے اس مومن کے گرد جمع ہیں اپنے سر پر بازو کو رکھ کر آواز لگاتا ہے اور شیطان کی اس نالہ و فریاد سے اس کے ساتھی تعجب کرتے ہیں۔“

جب شیطان اور اس کا لشکر شیطان کی یہ آواز سنتا ہے تو کہتے ہیں۔

اے ہمارے سردار! تجھے کیا ہوگیا ہے اس طرح کیوں بے تاب ہو رہے ہو؟

شیطان جوا ب دیتا ہے: کیا نہیں دیکھ رہے کہ خدا کیسے اپنے بندے کو احترام دے رہا ہے؟ دیکھو تو سہی اس کی قبض روح کیلئے کیسی تقریب سجائی ہے؟ تم کہاں تھے اس شخص کو گمراہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کی؟ اس کو خدا کے راستے سے منحرف کیوں نہ کیا؟

اس کے چیلے جواب دیتے ہیں کہ ہم نے بھی سر توڑ کوشش کی کہ اسے گمراہ کریں؟ لیکن اس نے ہمارے وسواس پہ کبھی کان ہی نہیں دھرے۔(۱)

۱- قال النبی(صلی الله علیه وآله وسلم): «إذا رضی الله عن عبد قال: یا ملک الموت ، اذهب إلی فلان فأتنی بروحه، حسبی من عمله، قد بلوته فوجدته حیث أحبّ، فینزل ملک الموت ومعه خمسمئه من الملائکه معهم قضبان الریاحین وأُصول الزعفران، کلّ واحد منهم یبشّره ببشاره سوی بشاره صاحبه، ویقوم الملائکه صفّین لخروج روحه، معهم الریحان ، فإذا نظر إلیهم إبلیس وضع یده علی رأسه ثمّ صرخ، فیقول له جنوده: مالک یا سیّدنا ؟ فیقول: أما ترون ما أعطی هذا العبد من الکرامه ؟ أین کنتم عن هذا ؟ قالوا: جهدنا به فلم یطعنا»: بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۶۱، معارج الیقین فی أُصول الدین ص ۴۸۸.

اس مہربان دوست کی خوشبو

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی مخصوص خصوصیات تھیں جو انہیں دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی تھیں۔

بطور مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ ایک خوشبو تھی جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلی سے گزرتے وہاں کے لوگوں کو اس خوشبو سے خوشی محسوس ہوتی اور فضا میں بھی وہ خوشبو پھیل جاتی اور وہ سمجھ جاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہاں سے گزر ہوا ہے۔

روایات میں ہے کہ جتنی رقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو پر خرچ کرتے تھے وہ کھانے کی رقم سے زیادہ تھی یہ خود کو معطر رکھنے کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

کاش تمام مسلمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو بھی اپنا لیتے تو انفرادی و اجتماعی روابط کتنے مضبوط ہو جاتے ۔ جو خوشبو آپ استعمال کرتے ہیں وہ آپ کے دوست کیلئے بہترین تحفہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ آپ نورانی تھے۔ اس طرح کہ جہاں بھی جاتے وہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور ہوجاتی۔ رات کی تاریکی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چاندنی کی طرح چمکتا تھا۔

جی ہاں! میں اور آپ اُس زمانے میں نہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کو سونگھ سکیں اور آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت کر سکیں۔ لیکن میں آپ کو ایک ایڈریس بتاتا ہوں کہ جہاں آپ اپنے مقصد کو پا سکتے ہیں۔

جلد یا تاخیر سے موت تو ہر ایک کو آنا ہی ہے وہاں پر اپنی اس خواہش کو پورا کر سکتے ہیں۔ یقیناً آپ اپنے آپ سے کہیں گے کہ قبر کونسی جگہ ہے کہ جہاں پر میں اپنی خواہش پوری کر سکتا ہوں؟

میں جانتا ہوں کہ آپ نے کئی مرتبہ قبر کی تاریکی اور وحشت کے بارے میں سوچا ہوگا۔ لیکن اب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بات سنیے:

جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے، مومن کی قبر میں ایک دروازہ کھلنا شروع ہوجاتا ہے، مومن اس سے دیکھتا ہے۔

کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ مومن کیا دیکھتا ہے؟

قبر تو تاریک ہی تاریک ہوتی ہے لیکن جو نور اس دروازہ سے آتا ہے وہ پوری قبر کو روشن کر دیتا ہے۔

ی□ نور رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم کا □□□ اور جو خوشبو مومن سونگ□تا □□

جی □ا□! و□ خوشبو ب□ی آنحضرت صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم کی □وتی □□□(۱)

میری جان آپ پر قربان یا رسول الل□ صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم آپ کتن□ م□ربان □ی□ ک□ اپن□ مانن□ والو□ کو سخت ترین لمحات می□ ب□ی تن□ا ن□ی□ چ□و□ت□!

ا□ □مار□ آقا و مولا!

کیا □و جائ□ گا جب مج□□ قبر می□ رک□ا جائ□ گا اور سب تن□ا چ□و□ جائی□ گ□ تو □ماری طرف ب□ی نظر لطف و کرم □ال دیجئ□ گا□

...

۱- عن أبی بصیر قال: قال أبو عبد الله(علیه السلام) فی حدیث:«... فإذا وضع فی قبره ردّ إلیه الروح إلی ورکیه ، ثمّ یُسأل عمّا یعلم، فإذا جاء بما یعلم فتح له ذلک الباب الذی أراه رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم)، فیدخل علیه من نورها وبردها وطیب ریحها...»: الکافی ج ۳ ص ۱۳۰، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۹۷، جامع أحادیث الشیعه ج ۳ ص ۱۴۴، تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۵۵۵.

ریٹائرمنٹ کی کوئی بات نہیں

خداوند عالم نے دو فرشتوں کو ہمارے اعمال لکھنے پر مامور کیا ہے۔ ان کے نام [رقیب] اور [عتید] ہیں۔ وہ ہمارے تمام اعمال کو لکھتے ہیں۔ اور قیامت کے دن حساب و کتاب کیلئے پیش کیے جائیں گے۔

یہ دو فرشتے جب سے ہم بالغ ہوئے ہیں اپنے کام پر شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک ہم زندہ رہتے ہیں ہمارے نیک اور بُرے اعمال کو درج کرتے رہتے ہیں۔

کیا آپ نے آج تک سوچا ہے کہ جب ایک شخص دنیا سے چلا جاتا ہے تو ان دو فرشتوں کی ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟

کیا خدا انہیں نئی ذمہ داری دے دیتا ہے ؟ یا کیا وہ بھی ریٹائرڈ ہوجاتے ہیں۔ وہ یہ جان لیں وہاں یہ ریٹائرمنٹ نہیں ہے بلکہ خدا انہیں ایک نئی ذمہ داری دے دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جب ایک مومن اپنی جان خدا کے آگے تسلیم کر دیتا ہے تو وہ دوفرشتے جو اعمال کے اندراج پر مامور ہوتے ہیں آسمان کی طرف پروازکرجاتے ہیں۔

وہ گریہ و زاری کرتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں کہتے ہیں:

خداوندا! تیرے نیک بندے کی موت کا وقت قریب آچکا ہے وہ اہلِ اطاعت و بندگی میں سے تھا۔ ہم نے اس کے کتنے ہی نیک کام دیکھے ہیں۔

خداوندا ! اب اس کے مرنے کے بعد ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

پھر ان سے خطاب ہوتا ہے۔

زمین پر چلے جائیے اور قیامت کے دن تک اس کی قبر کے پاس گھر بنائیے اور میری عبادت میں مشغول رہیے اور اپنی عبادات کے ثواب کو اس کے نامۂ اعمال میں اندراج کرتے رہیں۔

اور جب قیامت برپا ہوگی اس کو جنت کی طرف راہنمائی کریں اور جنت میں اس کی خدمت کریں۔(۱)

۱- عن حنان بن سدير، عن أبيه، قال: «كنت عند أبى عبد الله(عليه السلام) ، فذُكر عنده المؤمن وما يجب من حقّه، فالتفت إلىّ أبو عبد الله(عليه السلام) فقال لى: يا أبا الفضل ، ألا أحدّثك بحال المؤمن عند الله ؟ فقلت: بلى فحدّثنى جُعلت فداك، فقال: إذا قبض الله روح المؤمن ، صعد ملكاه إلى السماء فقالا: يا ربّ ، عبدك ونعم العبد، كان سريعاً إلى طاعتك، بطيئاً عن معصيتك، وقد قبضته إليك، فما تأمرنا من بعده؟ فيقول الجليل الجبّار: اهبطا إلى الدنيا وكونا عند قبر عبدى ومجّدانى وسبّحانى وهلّلانى وكبرانى ، واكتبا ذلك لعبدى حتّى أبعثه من قبره»: بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۲، جامع أحاديث الشيعه ج ۱۵ ص ۵۳۹. «روى بأنّ المحتضر يحضره صفّ من الملائكه عن يمينه عليهم ثياب خضر، وصفّ عن يساره عليهم ثياب سود، ينتظر كلّ واحد من الفريقين فى قبض روحه... فإذا فارقته روحه تبعاه الملكان اللذان كانا موكلين به يبكيان ويترحّمان عليه، ويقولان: رحم الله هذا العبد كم أسمعنا الخير، وكم أشهدنا على الصالحات، وقالا: يا ربّنا إنّا كنّا موكلين به وقد نقلته إلى جوارك فما تأمرنا ؟ فيقول تعالى: تلزمان قبره وتترحّمان عليه وتستغفران له إلى يوم القيامه، فإذا كان يوم القيامه أتياه بمركب فأركباه ومشيا بين يديه إلى الجنّه وخدماه فى الجنّه»: الدعوات ص ۲۸۲، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۷۲.

پھولوں کی ایک شاخ فراموشی لے آتی ہے

حضرت امام سجاد نے ایک حدیث میں فرمایا:

جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو خدا جنت سے دو پھولوں کی شاخیں مومن کیلئے بھیجتا ہے۔

مجھے یاد نہیں آرہا ایک دن اس حدیث کو ایک محفل میں بیان کیا تھا وہاں پہ موجود ایک شخص نے مجھ سے کہا:

”ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ کہے اے میرے خدا مومن کی زندگی میں ایک پھول کی شاخ بھی نہیں بھیجی اب جب کہ عزرائیل جان لینا چاہتا ہے اس کیلئے پھول ہدیہ کرتے ہو“

لیکن اگر یہ میرا دوست صبر کرتا تو اس کیلئے وہ وضاحت کرتا کہ خدا کے تمام کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور مومن کیلئے پھول بھیجنے میں ان حالات میں ان پھولوں سے بڑھ کر اس کیلئے کوئی چیز مفید نہیں ہے۔

ان پھولوں میں سے ہر ایک کا ایک خاص اثر ہے۔

تھوڑا سا غور و فکر کریں اس دنیا میں ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ اپنے امور زندگی کو چلانے کیلئے تگ و دو اور فعالیت اقتصادی کرے۔

جی ہاں! اسلام میں اس کام کاج کو عبادت شمار کیا گیا ہے اور ایک مومن اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے کام کاج کرتا ہے۔

خوب جب ایک بندۂ خدا عمر بھر محنت مشقت کرتا ہے گھر، گاڑی اور دیگر وسائل زندگی جمع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان سے محبت بھی کرتا ہے اور شاید ان سے جدا ہونا سخت بھی گزرے۔

کیا جانتے ہیں ان میں ایک پھولوں کی شاخ کا نام میخک ہے؟

میخک کا معنی بے خیال بے توجہ کرنے والا ہے۔ مومن جب اس پھول کو سونگھتا ہے تو انسان کا دل مالِ دنیا سے دل بستگی سے بے خیال

ہوجاتا ہے۔ اس بو کو سونگھنے کے بعد اسے مال دنیا کی طرف کوئی رغبت نہیں رہتی۔

اب مومن کو اپنے مال و متاع سے کوئی محبت نہیں ہوتی اور وہ ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا اور تمام اموال اس کیلئے بے وقعت ہوجاتے ہیں۔

کیا جانتے ہیں کہ دوسرے پھولوں کی شاخ کا نام کیا ہے؟

حضرت امام سجاد علیہ السلام اسے منسیہ کہتے ہیں

منسیہ یعنی بھلانے والی

کیا آپ نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگوں کو بھولنے کی بیماری لگ جاتی ہے اب انہیں کوئی چیز یاد ہی نہیں رہتی۔

مومن اس کو سونگھنے کے بعد فراموشی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

البتہ ایسا نہیں ہے کہ مومن ہر چیز کو بھول جاتا ہے بلکہ جس چیز سے بھی دنیا کی بو آتی ہے اسے بھول جاتا ہے۔ میرا گھر، میری گاڑی، میری شہرت، میری حکومت، میری اولاد، میری بیوی ان سب چیزوں کو بھول جاتا ہے۔

اب اسے بھول جانا ہے کہ اس کی کوئی زندگی یا گھر تھا!

اب شیطان اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟

یقینا آپ نے سنا ہوگا کہ اس لمحہ پر شیطان بھی انسان کے پاس آتا ہے اور چونکہ جانتا ہے کہ اسے اموال دنیا سے محبت ہے ، اسی لیے انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر تم نے خدا پرستی کو ترک نہ کیا تو تمہارے گھر یا گاڑی کو آگ لگا دوں گا۔

وہ لمحہ بہت ہی حساس ہوتا ہے اور کتنے ہی افراد ایسے ہیں جو اسی لمحہ پر وسوسہ شیطان کی وجہ سے عاقبت بخیر نہیں ہوتے۔ لیکن خدا اس نازک موقع پر دو پھولوں کی ٹہنیاں بھیج کر مومن کی مدد کرتا ہے۔

مومن جب ان دونوں پھولوں کو سونگھتا ہے تو مال دنیا کی ہر چیز کے بارے میں اس کی یاداشت ختم ہوجاتی ہے۔ شیطان اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اور مومن آرام سے اس عالم بقا کی طرف چلا جاتا ہے اور موت اس کیلئے شیریں بن کر اجاگر ہوتی ہے۔(۱)

۱- عن أبی عبد الله(علیه السلام) قال: «قال علی بن الحسین زین العابدین(علیه السلام): قال الله عزّ وجلّ: ما من شیء أتردّد عنه تردّدی عن قبض روح المؤمن، یکره الموت وأنا أکره مساءته، فإذا حضره أجله الذی لا یؤخّر فیه بعثت إلیه بریحانتین من الجنّه، تُسمّی إحداهما المسخیه، والأُخری المنسیه، فأمّا المسخیه فتسخیه عن ماله، وأمّا المنسیه فتنسیه أمر الدنیا»: الأمالی للطوسی ص ۴۱۴، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۵۲. عن أبی محمّد الأنصاری - وکان خیّراً - عن عمّار الأسدی، عن أبی عبد الله(علیه السلام) ، قال: «قال رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم): لو أنّ مؤمناً أقسم علی ربّه عزّ وجلّ أن لا یمیته ما أماته أبداً، ولکن إذا حضر أجله بعث الله عزّ وجلّ إلیه ریحین: ریحاً یُقال له: المنسیه، وریحاً یُقال له: المسخیه، فأمّا المنسیه فإنّها تنسیه أهله وماله، فأمّا المسخیه فإنّها تسخی نفسه عن الدنیا حتّی یختار ما عند الله تبارک وتعالی»: الکافی ج ۲ ص ۱۲۷، معانی الاخبار ص ۱۴۲.

جنت میں اپنے گھر کو دیکھیے

میں یہاں پر ایک مرتبہ پھر مومن کے جان دینے کی تصویر کو جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں بیان ہوئی ہے آپ کیلئے بیان کرتا ہوں تاکہ اگر آپ اہل بیت علیہم السلام کے حقیقی شیعہ ہیں تو آپ کو پتہ چل سکے کہ موت آپ کیلئے کتنی میٹھی ہے!

اس وقت جب آپ کی زبان بند ہوجاتی ہے اور آپ بات کرنے کی قدرت نہیں رکھتے،اہل و عیال آپ کے گرد جمع ہو چکے ہیں، آپ ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کو دیکھ رہے ہیں اور آہستہ آہستہ پتہ چلتا ہے کہ سامان سفر باندھنا ضروری ہوگیا ہے ان تمام سے جدا ہونا ضروری ہے۔

تو اپنے اطراف والوں سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ بات ہی نہیں کرسکتے کیونکہ آپ کی زبان کو گرہ لگ گئی ہے۔

لیکن تم□یں پریشان □ون□ کی ضرورت ن□یں، جون□ی تم□اری زبان بند □وتی □□ اسی وقت خدا کا وعد□ ب□ی آجاتا □□□

ی□ خدا کا قانون □□ ک□ جب مومن کی زبان بند □وتی □□ ایک ب□ت ب□ی دعوت کا آغاز □وجاتا □□□

و□ا□ دیک□و!

ی□ کون صاحب □یں جو کچ□ لوگو□ ک□ سات□ آپ ک□ گ□ر آئ□ □یں□□

و□ آپ ک□ م□مان □یں

ان کو پ□چانا □□ یا ن□یں؟

ان می□ س□ ایک رسول خدا صلی الل□ علی□ وآل□ وسلم □یں، دوسر□ حضرت علی علی□ السلام □یں، حضرت امام حسن و امام حسین علی□ السلام □یں، اور ان ک□ دیگر امام علی□م السلام ب□ی آئ□ □یں□□

دیک□و تو س□ی حضرت ز□را سلام الل□ علی□ا ب□ی تشریف لائی □یں□□(۱)

۱- عن أبی بصیر قال: «قلت لأبی عبد الله(علیه السلام) : جُعلت فداک ، یُستکره المؤمن علی خروج نفسه ؟ قال: فقال: لا والله، قال: قلت: وکیف ذاک؟ قال: إنّ المؤمن إذا حضرته الوفاه حضر رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) وأهل بیته: أمیر المؤمنین علیّ بن أبی طالب وفاطمه والحسن والحسین ، وجمیع الأئمّه علیهم الصلاه والسلام، - وأکنوا عن اسم فاطمه - ویحضره جبرئیل ومیکائیل وإسرافیل وعزرائیل...»: تفسیر الفرات ص ۵۵۳، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۶۲.

کیا انہیں سلام کرنا نہیں چاہو گے؟

آپ کو یاد ہے ایک عمر تک زیارت جامعہ میں پڑھتے تھے۔

السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ

اب بھی اس جملہ کو دہراؤ!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے دائیں طرف اور حضرت علی علیہ السلام بائیں طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ جبرائیل، اسرافیل اور عزرائیل بھی آگئے ہیں

میں نے سنا ہے کہ تم عزرائیل سے بہت ڈرتے ہو؟

عزرائیل کے آنے سے پہلے چہاردہ معصومین علیہم السلام تشریف لاتے ہیں تاکہ تمہیں خوف محسوس نہ ہو۔

جی ہاں! عزرائیل کے آنے سے پہلے وہ معصوم ہستیاں جن کے زندگی میں عاشق تھے آچکے ہیں۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا بھی عزرائیل سے پہلے آچکی ہیں۔

اور کیا تم ان کے بچوں کی عزاداری نہیں کرتے تھے؟

کیا تم ان کی مظلومیت پر آنسو نہیں بہاتے تھے؟

اب ان کی باری ہے کہ تمہاری مدد کریں اور کتنی اچھی مدد کرتے ہیں۔

غور سے سنیے! تمام چہاردہ معصومین علیہم السلام عزرائیل سے کہہ رہے ہیں سب ایک ہی لفظ اور بات کر رہے ہیں۔

اے عزرائیل! اس مومن کو دیکھ رہے ہو ہم سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

عزرائیل جواب میں کہتا ہے۔

خدا کی قسم! ان کےساتھ ایک شفیق باپ کی طرح پیش آؤں گا اور ایک دلسوز بھائی کا سا برتاؤ کروں گا۔

اب عزرائیل آپ کی طرف آتا ہے اور کہتا ہے:

اے بندۂ خدا! کیا آپ کے پاس جہنم سے نجات کا پروانہ ہے؟

آپ جواب دیتے ہیں ، جی ہاں! میرے پاس محمد و آل محمد علیہم السلام سے عشق و محبت اور ولایت علی علیہ السلام کا پروانہ ہے ، جوجہنم سے آزادی کا پروانہ ہے۔(۱)

اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بات کرتے ہیں۔

پریشان نہ ہو، خوف نہ کرو تم امان میں ہو۔

یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے جو تمہارے دل کو آرام دیتا ہے اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال میں محو ہو جاتے ہو۔

۱- عن أبی بصیر فی حدیث طویل عن أبی عبد الله(علیه السلام): «... ثمّ یقولون جمیعاً لملک الموت: إنّه ممّن کان یحبّ محمّداً وآله ویتولّی علیّاً وذرّیته ، فارفق به ، قال: فیقول ملک الموت: والذی اختارکم وکرّمکم واصطفی محمّداً(صلی الله علیه وآله وسلم) بالنبوّه وخصّه بالرساله ، لأنا أرفق به من والد رفیق، وأشفق علیه من أخ شفیق، ثمّ قام إلیه ملک الموت فیقول: یا عبد الله ، أخذت فکاک رقبتک ؟ أخذت رهان أمانک ؟ فیقول: نعم، فیقول الملک: فبماذا ؟ فیقول: بحبّی محمّداً وآله، وبولایتی علیّ بن أبی طالب وذرّیته، فیقول: أمّا ما کنت تحذر فقد آمنک الله منه، وأمّا ما کنت ترجو فقد أتاک الله به، افتح عینیک فانظر إلی ما عندک، قال: فیفتح عینیه فینظر إلیهم واحداً واحداً، ویفتح له باب إلی الجنّه فینظر إلیها، فیقول له: هذا ما أعدّ الله لک، وهؤلاء رفقاؤک، أفتحبّ اللحاق بهم أو الرجوع إلی الدنیا؟ قال: فقال أبو عبد الله(علیه السلام): أما رأیت شخوصه ورفع حاجبیه إلی فوق من قوله: لا حاجه لی إلی الدنیا ولا الرجوع إلیها؟ وینادیه مناد من بطنان العرش یسمعه ویسمع من بحضرته: یا أیّتها النفس المطمئنّه إلی محمّد ووصیّه والأئمّه من بعده ، ارجعی إلی ربّک راضیه بالولایه، مرضیه بالثواب، فادخلی فی عبادی مع محمّد وأهل بیته ، وادخلی جنّتی غیر مشوبه»: تفسیر الفرات ص ۵۵۳، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۶۲.

اور اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دئیے جائیں گے تو جنت میں اپنے گھر کو دیکھو گے۔

آپ اوپر سے دیکھ رہے ہو گے ۔ اپنے بہشتی گھر کو دیکھ رہے ہوں گے۔

دیکھو، وہ طوبیٰ کے درخت کی شاخ تمہارے گھر سے آرہی ہے۔

کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ اس طوبیٰ کا درخت کی جڑیں کس جگہ پر ہے؟

جی ہاں! اس درخت کی جڑیں حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں ہیں۔

قارئین محترم! اب تک آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس کی جان نکل رہی ہو، اگر دیکھا ہے کہ وہ آنکھیں کھول کر اوپر کی طرف دیکھتا ہے، یہ وہ موقعہ ہے کہ جب وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا ہے۔(۱)

۱- فقال أبو عبد الله(علیه السلام): «... افتح عینیک فانظر، قال : ویمثل له رسول الله(علیه السلام) وأمیر المؤمنین وفاطمه والحسن والحسین والأئمّه من ذرّیتهم(علیهم السلام) ، فیقال له : هذا رسول الله وأمیر المؤمنین وفاطمه والحسن والحسین والأئمّه رفقاؤک، قال : فیفتح عینیه فینظر...»: تفسیر الفرات ص ۵۵۳، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۶۲.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یہ جنت میں تمہارا گھر ہے۔ اب تمہارے پاس اختیار ہے اگر چاہتے ہو اس دنیا میں رہ جاؤ، البتہ اگر دنیا کا انتخاب کیا تو خدا تمہیں بہت سے مال و ثروت دے گا!

لیکن تم جواب میں کیا کہو گے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مومن اس لحظہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہے گا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب مجھے دنیا سے سروکار نہیں ہے۔

جی ہاں! چونکہ آپ کی آنکھ نے جمال مصطفی اور اہل بیت علیہم السلام کے نور کو دیکھ لیا ہے جنت میں رہنے کا مقام دیکھ لیا ہے اب دنیا اتنی چھوٹی نظر آتی ہے کہ آپ نہیں چاہتے کہ ایک لحظہ بھی اس میں ٹھہرو!

قارئین محترم! جب آپ کسی ایسے شخص کے پاس موجود ہوں جس کی جان نکل رہی ہو جب دیکھیں کہ وہ اپنی پلکوں کو اوپر کی جانب حرکت دیتا ہے تو توجہ رکھیں کہ وہی لمحات ہیں کہ جب وہ رسول خدا کو جواب میں کہتا ہے کہ مجھے دنیا نہیں چاہیے منفی صورت میں اس کا جواب آنکھوں کی پلکوں سے دیتا ہے اور انہیں اوپر کی جانب حرکت دیتا ہے۔[(۱)]

پس آپ نے خود اس خوبصورت موت کو اختیار کیا ہے!

یہ ایک خدا کا قانون ہے مومن کی جان کو زور زبردستی سے نہیں لیتے بلکہ مومن شوق و رغبت سے موت کا انتخاب کرتا ہے!

اب آپ کی پیشانی پر پسینہ آتا ہے اور آنسو تمہاری آنکھ سے جاری ہوتے ہیں۔

یہ شوق کے آنسو ہیں

۱- فقال أبو عبد الله(عليه السلام): «أما رأيت شخوصه ورفع حاجبيه إلى فوق ، من قوله: لا- حاجه لى إلى الدنيا ولا الرجوع إليها؟...»: تفسير الفرات ص ۵۵۳، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۶۲.

یہ جدائی کے آنسو ہیں ان سے جن کے ساتھ ایک عمر بسر کی ہے۔

یہ ان عزیزوں سے محبت کے آنسو ہیں جو تمہارے جانے سے غمزدہ ہیں۔

آپ کی روح جسم سے جدا ہوتی ہے۔ یہیں سے عالم برزخ کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اکٹھے ہوگئے ہیں۔ تمہارے جسم کو غسل کیلئے لیجایا جا رہا ہے۔غسل کے بعد کفن پہنایا جا تا ہے۔ پھر تشیع جنازہ کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

دیکھو! تمہارے وہ دوست جو تم سے قبل دنیا سے گئے تھے تمہارے استقبال کیلئے آئے ہیں۔ انہیں یاد کرو گے یا نہیں؟

ان مومنین کی روح جو تم سے پہلے دنیا سے گئے ہیں تمہارے استقبال کیلئے آئے ہیں ۔ تم انہیں سلام کرتے ہو اور وہ تمہیں خدائی نعمات کی بشارت دیتے ہیں۔(۱)

۱- عن أبی بصیر قال: «قال أبو عبد الله(علیه السلام): إذا حیل بینه وبین الکلام ، أتاه رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) ومن شاء الله، فجلس رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم) عن یمینه، والآخر عن یساره، فیقول له رسول الله(صلی الله علیه وآله وسلم): أمّا ما کنت ترجو فهو ذا أمامک، وأمّا ما کنت تخاف منه فقد أمنت منه، ثمّ یفتح له باب إلی الجنّه فیقول: هذا منزلک فی الجنّه ، فإن شئت رددناک إلی الدنیا ولک فیها ذهب وفضّه، فیقول: لا حاجه فی الدنیا، فعند ذلک یبیضّ لونه، ویرشح جبینه، وتتقلّص شفتاه، وتنتشر منخراه، وتدمع عینه الیسری، فأیّ هذه العلامات رأیت فاکتف بها... وتلقاه أرواح المؤمنین یسلّمون علیه ویبشّرونه بما أعدّ الله له جلّ ثناؤه من النعیم...»: الکافی ج ۳ ص ۱۳۰، بحار الأنوار ج ۶ ص ۱۹۷، جامع أحادیث الشیعه ج ۳ ص ۱۴۴، تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۵۵۵.

اس طرح تمہاری نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ تمہاری ایک نئی ولادت ہے۔

جی ہاں! آئمہ معصومین علیہم السلام کا موت کے وقت آنا کتنا دلنشین ہے۔

جی ہاں زندگی فقط ان سے محبت اور ان کے کردار کے مطابق زندگی بسر کرنے سے دلنشین ہوجاتی ہے۔ اور ان کی موجودگی میں جان دینا شہد سے زیادہ میٹھا ہوجاتا ہے۔

اے پروردگار! کتنا ہی اچھا ہو کہ ہماری آخری اور سب سے بڑی خواہش کو پورا کر دینا، ہمیں ان میں سے قرار دینا جنہوں نے زندگی بھر ان کی سیرت پر عمل کیا ۔

وہ لمحہ کہ جب آنکھ کھولتے تو دیکھتے ہیں کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام آپ کے میزبان ہیں۔

اپن□ مولا ـ علی علی□ السلام کو اپن□ پاس بی□□ا دیک□تا □□□ آنک□و□ س□ خوشی ک□ آنسو جاری □وت□ □ی□ اور ک□□ ر□□ □وت□ □ی□

یا علی علیه السلاممولا خوش آمدید!

منابع ومآخذ

۱. اختیار معرفه الرجال، الشیخ الطوسی، (۴۶۰ ق)، تصحیح میرداماد الإسترابادی، تحقیق: السیّد علی الرجایی، ۱۴۰۴، الطبعه الأولی، مؤسّسه آل البیت(علیهم السلام) لإحیاء التراث.

۲. أعیان الشیعه، السیّد محمّد الأمین، (۱۳۷۱ ق)، دار التعارف للمطبوعات، بیروت.

۳. الإقبال الأعمال، السیّد ابن طاووس، (۶۶۴ ق)، تحقیق: جواد القیومی الإصفهانی، الطبعه الأولی، مکتب الإعلام الإسلامی، قمّ.

۴. الأمالی، الشیخ الطوسی، (۴۶۰ ق)، الطبعه الأولی، (۱۴۱۴ ق)، دار الثقافه للطباعه والنشر والتوزیع، قمّ.

۵. الأمالی، الشیخ المفید (۴۱۳ ق)، الطبعه الثانیه ۱۴۱۴، دار المفید للطباعه والنشر و التوزیع، بیروت.

۶. الإیقاظ من الهجعه بالبرهان علی الرجعه، الحرّ االعاملی، (۱۱۰۴ ق)، تحقیق مشتاق المظفّر، الطبعه الأولی، ۱۴۲۲ ق، دلیل ما، قمّ.

۷. بحار الأنوار، العلّامه المجلسی، (۱۱۱ ق)، الطبعه الأولی، ۱۴۰۳ ق ، دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۸. تاریخ مدینه دمشق، ابن عساکر، (۵۷۱ ق)، تحقیق: علی شیری، ۱۴۱۵، دار الفکر للطباعه والنشر والتوزیع، بیروت.

۹. تفسیر أبی حمزه الثمالی، أبو حمزه الثمالی (۱۴۸ ق)، جمعه ورتّبه عبد الرزاق محمّد حسین حرز الدین، الطبعه الأولی، ۱۴۲۰ ق، مطبعه الهادی.

۱۰. تفسیر العیّاشی، محمّد بن مسعود العیّاشی، (۳۲۰ ق)، تحقیق: الحاج السیّد هاشم الرسولی المحلاّتی، مکتبه العلمیه الإسلامیه، طهران.

۱۱. تفسیر الفرات، فرات بن إبراهیم الکوفی، (۳۵۲ ق)، تحقیق محمّد الکاظم، الطبعه الأولی، ۱۴۱۰ ق، مؤسّسه الطبع والنشر التابعه لوزاره الثقافه والإرشاد الإسلامی، طهران.

۱۲. تفسیر نور الثقلین، الشیخ الحویزی، (۱۱۱۲ ق)، تصحیح وتعلیق: السیّد هاشم الرسولی المحلاّتی، الطبعه الرابعه، ۱۳۷۰ ش، مؤسّسه إسماعیلیان للطباعه والنشر والتوزیع، قمّ.

۱۳. جامع أحادیث الشیعه، السیّد البروجردی، (۱۳۸۳ ق)، المطبعه العلمیه، قمّ.

۱۴. جواهر الکلام، الشیخ الجواهری، (۱۲۶۶ق)، تحقیق وتعلیق: الشیخ عبّاس القوچانی، الطبعه الثانیه، ۱۳۶۵ ش، دار الکتب الإسلامیه، طهران.

۱۵. الحدائق الناضره، المحقّق البحرانی، (۱۸۶ ق)، تحقیق وتعلیق وإشراف: محمّد تقی الإیروانی، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجماعه المدرّسین، قمّ.

۱۶. الخصال، الشیخ الصدوق، (۳۸۱ ق)، تصحیح وتعلیق: علی أکبر الغفاری، الطبعه الأولی، منشورات جماعه المدرّسین فی الحوزه العلمیه، قمّ.

۱۷. خلاصه الأقوال، العلاّمه الحلّی، (۷۲۶ق)، الشیخ جواد القیومی، الطبعه الأولی، ۱۴۱۷ ق، مؤسّسه نشر الفقاهه.

۱۸. دستور معالم الحکم، ابن سلامه، (۴۵۴ ق)، الطبعه الأولی، مکتبه المفید، قمّ.

۱۹. دعائم الإسلام، القاضی النعمان المغربی، (۳۶۳ ق)، تحقیق: آصف بن علی أصغر فیضی، مؤسّسه آل البیت(علیهم السلام) بالأُوفسیت عن طبعه دار المعارف فی القاهره.

۲۰. الدعوات، قطب الدین الراوندی، (۵۷۳ ق)، الطبعه الأولی، ۱۴۰۷ ق، مدرسه الإمام المهدی(علیه السلام)، قمّ.

۲۱. ذخیره المعاد، المحقّق السبزواری، (۱۰۹۰ق)، مؤسّسه آل البیت(علیهم السلام) لإحیاء التراث، طبعه حجریه.

۲۲. رجال ابن داوود، ابن داوود الحلّی، (۷۴۰ ق)، تحقیق: السیّد محمّد بحر العلوم، الطبعه الأولی، منشورات الرضی، قمّ.

۲۳. رجال الطوسی، الشیخ الطوسی، (۶۰ ق)، تحقیق: جواد القیومی الإصفهانی، الطبعه الأولی، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجماعه المدرّسین، قمّ.

۲۴. رجال النجاشی، النجاشی، (۴۵۰ ق)، الطبعه الخامسه، ۱۴۱۶، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجامعه المدرّسین بقمّ المقدّسه.

۲۵. شرح الأخبار، القاضی النعمان المغربی، (۳۶۳ ق)، تحقیق: محمّد الجلالی، الطبعه الثانیه، ۱۴ ق۱۴، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجامعه المدرّسین، قمّ.

۲۶. شرح نهج البلاغه، ابن أبی الحدید، (۶۵۶ق)، تحقیق: محمّد أبو الفضل إبراهیم، مؤسّسه مطبوعاتی إسماعیلیان، قمّ بالأُوفسیت عن طبعه دار إحیاء الکتب العربیه.

۲۷. علل الشرائع، الشیخ الصدوق، (۳۸۱ق)، تقدیم: السیّد محمّد صادق بحر العلوم، ۱۳۸۵ق، منشورات المکتبه الحیدریه، النجف الأشرف.

۲۸. عیون الحکم و المواعظ، علی بن محمّد اللیثی الواسطی، (القرن الثانی)، تحقیق: الشیخ حسین الحسینی البیرجندی، الطبعه الأولی، دار الحدیث، قمّ.

۲۹. الغدیر، الشیخ الأمینی، (۱۳۹۲ ق)، الطبعه الرابعه، ۱۳۹۷ ق، دار الکتب العربی، بیروت.

۳۰. الفصول المهمّه فی أُصول الأئمّه، الحرّ العاملی، (۱۱۰۴ ق)، تحقیق محمّد القائینی، الطبعه الأولی، ۱۴۱۸، مؤسّسه إسلامی إمام رضا(علیه السلام).

۳۱. فضائل الأشهر الثلاثه، الشیخ الصدوق (۳۸۱ ق) تحقیق: غلامرضا عرفانیان، الطبعه الثانیه.

۳۲. الفهرست، الشیخ الطوسی، (۴۶۰ق)، الشیخ جواد القیومی، الطبعه الأولی، ۱۴۱۷، مؤسّسه نشر الفقاهه.

۳۳. قاموس الرجال، الشیخ محمّد تقی التستری، معاصر، الطبعه الأولی، ۱۴۱۹، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجامعه المدرّسین بقمّ المقدّسه.

۳۴. الکافی، الشیخ الکلینی ،(۳۲۹ ق)، تصحیح وتعلیق: علی أکبر الغفاری، الطبعه الخامسه، دار الکتب الإسلامیه، طهران.

۳۵. کتاب الزهد، الحسین بن سعد الکوفی، القرن الثالث، تحقیق میرزا رضا عرفانیان، الطبعه الأولی، ۱۳۹۹ ق، مطبعه العلمیه، قمّ.

۳۶. کشف الغمّه، ابن أبی الفتح الأربلی، (۶۹۳ق)، الطبعه الثانیه، ۱۴۰۵ ق، دار الأضواء، بیروت.

۳۷. کنز العمّال، المتّقی الهندی، (۹۷۵ ق)، ضبط وتفسیر: الشیخ بکری حیانی، تصحیح وفهرسه: الشیخ صفوه السقا، مؤسّسه الرساله، بیروت.

۳۸. المحاسن، أحمد بن محمّد بن خالد البرقی، (۲۷۴ ق)، تحقیق: سیّد جلال الحسینی، دار الکتب الإسلامیه، طهران

۳۹. مدینه المعاجز، السیّد هاشم البحرانی، (۱۱۰۷ ق)، تحقیق عزّه الله المولائی الهمدانی، الطبعه الأولی، ۱۴۱۳، مؤسّسه المعارف الإسلامیه، قمّ.

۴۰. مستدرک الوسائل، المیرزا النوری، (۱۳۲۰ق)، الطبعه الأولی، ۱۴۰۸ ق، مؤسّسه آل البیت(علیهم السلام)، قمّ.

۴۱. مصباح الفقیه، آقا رضا الهمدانی، (۱۳۲۲ ق)، الطبعه الأولی، منشورات مکتبه الصدر، طهران.

۴۲. المصباح، الکفعمی، (۹۰۵ ق)، الطبعه الثالثه، ۱۴۰۳ ق، مؤسّسه الأعلمی للمطبوعات، بیروت.

۴۳. مصباح المتهجّد، الشيخ الطوسی، (۴۶۰ ق)، الطبعه الأولی، مؤسّسه فقه الشيعه، بيروت.

۴۴. معانی الأخبار، الشيخ الصدوق، (۳۸۱ ق)، تصحيح وتعليق: علی أكبر الغفاری، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجماعه المدرّسين، قمّ.

۴۵. معجم رجال الحديث، السيّد الخوئی، (۴۱۱ ق)، الطبعه الخامسه، ۱۴۱۳ ق،، طبعه منقّحه ومزيده.

۴۶. مكارم الأخلاق، الشيخ الطبرسی (۵۴۸ ق) الطبعه السادسه، منشورات الشريف الرضی، قمّ.

۴۷. مناقب آل أبی طالب، لابن شهر آشوب، (۵۸۸ ق)، الطبعه الأولی ۱۳۷۶ ق، المكتبه الحيدريه، النجف الأشرف.

۴۸. كتاب من لايحضره الفقيه، الشيخ الصدوق، (۸۱ ق)، تصحيح وتعليق: علی أكبر الغفاری، الطبعه الثانيه، مؤسّسه النشر الإسلامی التابعه لجماعه المدرّسين، قمّ.

۴۹. ميزان الحكمه، محمّد الريشهری، تحقيق دار الحديث، الطبعه الأولی، دار الحديث.

۵۰. نقد الرجال ، التفرشی (القرن الحادی عشر) ، الطبعه الأولی ، ۱۴۱۸ ق ، مؤسّسه آل البيت(عليهم السلام) لإحياء التراث .

۵۱. نهج البلاغه، شرح: الشيخ محمّد عبده، الطبعه الأولی، ۱۴۱۲ق، دار الذخائر، قمّ.

۵۲. وسائل الشيعه، الشيخ الحرّ العاملی، (۱۱۰۴)، الطبعه الثانيه، ۴۱۴ ق، مؤسّسه آل البيت(عليهم السلام) لإحياء التراث، قمّ.

کے بارے میں مرکز

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد للہ رب العالمین

کوثر وجود زہرائے مرضیہ سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں پیش ہے

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ سورہ زمر/ ۹

تعارف:

تعارف:

کمپیوٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اصفہان، ۲۰۰۷ سے حضرت آیت اللہ حاج سید حسن فقیہ امامی (قدس سرہ الشریف)، کی زیر نگرانی ، یونیورسٹی اور حوزہ علمیہ کے علماء اور ماہرین و مفکرین کی مخلصانہ اور روزانہ کی انتھک کوششوں کے ساتھ مذہبی، ثقافتی اور علمی شعبوں میں اپنی سرگرمیاں شروع کی ہیں۔

[illegible]

منشور:

کمپیوٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اصفہان نے اسلامی علوم کے میدان میں محققین ومفکرین کو کتابوں تک تیز رفتار طریقے سے پہنچانے کا بیڑا اٹھایا ہے،اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اس میدان میں کام کرنے والے سرگرم ادارے اور مراکزبکھرے ہوئے اور جدا جدا ہیں جن تک رسائی بھی ناممکن لگتی ہے اس لئے صرف اور صرف علمی فائدے کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور ہر طرح کے ذاتی تعصب ،سماجی نقطہ اختلاف ،قومی اور قبائلی اختلاف کو پَرے جھٹکتے ہوئےایک پروجیکٹ کا ٹھانچہ اس بنیاد پرقائم کیا کہ : »شیعہ مراکز اور ادارے کی تخلیق کردہ اور شائع کردہ تمام کتابوں اور انکےکاموں کو نظم وضبط اور ترتیب وتنظیم دیتے ہوئے انہیں یکجا کردیں« تاکہ اس کوشش کے ذریعہ ماہرین اور محققین کے پاس کتابوں اور تحقیقی مقالات کا انبار ہواور انکی جیب میں دنیا جہاں کا کتابخانہ موجود ہو تاکہ وہ ہر دم اس سے فائدہ اٹھا سکیں، تعلیم یافتہ نسل اور تمام طبقات کے لئے مفید مواد مختلف زبانوں اور مختلف فارمیٹس میں تیار کرنا اور اسے سائبر اسپیس میں مفت منتشر کرنا اور دلچسپی رکھنے والوں تک پیغام اہلبیت علیہم السلام پہنچانا ہمارا مقصد ہے۔

[illegible]

ہمارے مقاصد:

اسلامی ثقافت اور معارف ناب ثقلین کا فروغ اور ترویج و توسیع (کتاب اللہ و اہل البیت علیہم السلام)

لوگوں ،اور خاص طور پر نوجوانوں کی عام حوصلہ افزائی تاکہ وہ مذہبی مسائل زیادہ قریب سے سمجھ سکیں

موبائل، ٹیبلٹ اور کمپیوٹرز میں بیکار اور بیہودہ مواد کے بجائے مفید مواد کو بھرنا۔

مدرسہ اور یونیورسٹی کےمحققین و مفکرین کے لئے خدمات فراہم کرنا

لوگوں میں مطالعہ کی عمومی ثقافت کو عام کرنا

اپنی اشاعتوں کو ڈیجیٹل بنانے کے لئے پبلشروں اور مصنفین کو ترغیب دلانا ۔

[illegible]

پالیسی:

قانونی لائسنس اور اجازت ک□ مطابق کام کرنا

□م فکر اور □م سو مراکز ک□ سات□ تعلقات و مواصلات

متوازی اور تکراری کام س□ بچنا

صرف علمی مواد فرا□م کرنا

اشاعت ک□ ذرائع کا ذکر

ظا□ر □□ک□ تمام کتابو□ می□ مندرج چیزو□ کی ذم□ داری مصنف پر □□□

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

انس□ی □یو□ کی دیگر سرگرمیا□:

کتابی□، کتابچ□ اور دیگر ای□یشن کی اشاعت

کتاب پ□□ن□ ک□ مقابلو□ کا انعقاد

مجازی نمائشو□ کانعقاد: ت□ری □ی، مذ□بی جگ□و□ می□ پنورما، سیاحت اور ...

اینیمیشن کی تخلیق ،کمپیو□ر ک□یل وغیر□□□□

اس ا□ریس ک□ سات□ ویب سائ□ شروع کرنا: www.ghaemiyeh.com

□رامائی پرو□کشن، لیکچرز اور ...

مذ□بی، اخلاقی اور نظریاتی و عقائدی سوالات ک□ جواب دین□ ک□ نظام کی شروعات اور حمایت

اکاؤن□نگ سس□م، می□یا بنان□ والا، موبائل میکر، بلوتوت خودکار اور دستی نظام، ویب کیوسک، ایس ایم ایس اور ...کی نظام سازی

عوام ک□ لئ□ مجازی تعلیمی نصاب اور □ریننگ کورسز (مجازی)

□یچر □ریننگ کورسز(مجازی)

۱. کمپیو□رز ،□یبل□ اور موبائل ک□ لئ□ گلوبل فارمی□س می□ مختلف قسم ک□ ریسرچ ساف□ ویئر کی تولید و تخلیق : JAVA

۲. ANDROID

۳. EPUB

۴. CHM

۵. PDF

۶. HTML

۷. CHM

۸. GHB

۱. چار عدد مارک□ کتاب قائمی□ ک□ نام س□ ،ورژن: ANDROID

۲. IOS

۳. WINDOWS PHONE

۴. WINDOWS

تین زبانو□ فارسی، عربی اور انگریزی می□ انس□ی □یو□ کی ویب سائ□ پر مفت می□ دستیاب □□□

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

اختتامی کلمات:

□م □ر اس ادار□ ، مرکز، مراجع معظم تقلید ک□ دفاتر، تنظیمو□ ، ناشرین، مصنفین اور تمام معزز بزرگو□ اور دوستو□ جن□و ن□ □می□ اس مقصد تک پ□نچن□ می□ □ماری مدد کی یا اپن□ □ی□ا کو □مار□ اختیار می□ قرار دیا شکر گذار □ی□□

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

مرکزی دفتر کا پت□:

اصف□ان —خیابان عبدالرزاق - بازارچه حاج محمد جعفر آباده ای - کوچه ش□ید محمد حسن توکلی -پلاک ۱۲۹- طبقه اول

ویب سائ□: www.ghaemiyeh.com

ای میل: Info@ghbook.ir

مرکزی دفتر □یلی فون: ۰۰۹۸۳۱۳۴۴۹۰۱۲۵

ت□ران □یلی فون: ۰۲۱ ۸۸۳۱۸۷۲۲

تجارت اور فروخت: ۰۰۹۸۹۱۳۲۰۰۰۱۰۹

صارفین ک□ معاملات: ۰۰۹۸۹۱۳۲۰۰۰۱۰۹

قائمیه
مرکز تحقیقات رایانه‌ای
اصفهان
www
برای داشتن کتابخانه های‌تخصصی
دیگر به سایت این مرکز به نشـــانی
www.Ghaemiyeh.com
www.Ghaemiyeh.net
www.Ghaemiyeh.org
www.Ghaemiyeh.ir
مراجعه و برای سفارش با ما تماس بگیرید.
۰۹۱۳ ۲۰۰۰ ۱۰۹